بڑے لوگوں کے طریقے
بڑے لوگوں کی معرفت
اور تعرف کے لئے

مزارات پر گنبد بنانا



تالیف

حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام
حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی

عطاری پبلشرز
جیلانی سینٹر، پانچویں منزل، روم نمبر 501 نزد میری ویدر ٹاور
کراچی، پاکستان فون: 2446818، 320-4333547

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قبہ جات
بر
مزارات

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز مدینۃ المرشد (کراچی)

فون موبائل: 0303-4333547

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نام کتاب : قبہ جات بر مزارات

مصنف : فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر : عطاری پبلشرز، مدینۃ المرشد (کراچی)

اشاعت : ذوالقعد 1422ھ، فروری 2002ء

صفحات : 104

قیمت : -/35 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الارض کفاتا ○ واکرم المومنین احیاء اموا تا ○ وجعل موتھم راحة و سباتا ○ و حرم اھانتھم تحریما بتاتا ○ والصلوٰة والسلام علی من سقانا من فضلہ و فضلتہ ماء فراتا ○ اعطانا فی کل محجة ابلج حجة نقضا و اثباتا ○ و ابد تعظیم المومنین ابد الابدین و لم یوقت لہ میقاتا ○ فجعلھم عظاما و ان صارو عظاما ○ حرم ابناء ھم ولو کانو ارفاتا ○ وعلی الہ و صحبہ واھلہ و حزبہ المکرمین عند اللہ جمیعا و اشتاتا

اما بعد! انبیاء عظام و اولیاء کرام (علیٰ نبینا و علیہم السلام) کے اعزاز و اکرام کے پیش نظر اور عوام کی سہولتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے مزارات کو عوام کی قبور سے نمایاں رکھنا اسلامی شعار ہے اور اسلامی شعار کی تعظیم حکم ربانی ہے **ویعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب** جس پر اہل سنت قدیم سے عمل پیرا ہیں کہ انبیاء و اولیاءؑ کے مزارات پر قبے و دیگر اہتمام کرتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کے بعد مسئلہ نزاعی بن گیا ہے وہابی دیوبندی' نجدی کی تحریک کے حامی ہیں اور ہم اہل سنت بفضلہ تعالیٰ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اب اکثر نزاعی مسائل میں یہی عمل کار فرما ہے فقیر نے بفضلہ تعالیٰ اپنے اسلاف کے ہر مسئلہ حق کی تائید میں کتاب لکھی اور دلائل پیش کئے مزارات پر قبہ جات بھی اس کی ایک کڑی ہے۔

مقدمہ

قبور انبیاء عظام اور اولیاء کرام پر گنبد بنانا ہر دور میں جائز رہا ہے جب سے نجدی وہابی تحریک چلی اس وقت سے فتوی بازی شروع ہوئی ہمارا وہابیوں دیوبندیوں کو چیلنج ہے کہ سوائے ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب اور ان کے ہمنواؤں کے باقی کوئی ایسا دور ثابت کریں جو قبہ جات بر مزارات کے منکر ہوں ورنہ ہم ثابت کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب کے ماسوا باقی جملہ اہل اسلام اس کے قائل و عامل رہے اور رہیں گے (انشاء اللہ)

عوام سے اپیل ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کو حق سمجھتے ہو یا اس سے پہلے اور بعد کے علماء اور مشائخ کو میرے خیال میں سوائے چند ٹوڑوں کے باقی تمام امت محمد بن عبدالوہاب کو وہابی مذہب کا بانی اور گمراہ سمجھتی ہے بس اسی قول پر فیصلہ ہے کیونکہ ہم آگے چل کر قرآن و احادیث اور ان مشائخ و ائمہ کے اقوال و تصریحات پیش کریں گے جو ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان کو گمراہ اور گمراہ کن مانتے اور لکھتے ہیں اور سوالات و اعتراضات میں عوام خود دیکھ لیں کہ یہ اعتراضات کرنے والے دراصل محمد بن عبدالوہاب کے چیلے ہیں ہمارے دور کے وہابی دیوبندی اس کی نقل کرتے

ں عوام سے صرف اتنا گزارش ہے کہ وہ سوچیں کہ ایک طرف محمد بن
بدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ ہے دوسری طرف دنیائے اسلام کے جملہ علماء
مشائخ بلکہ مزارات کے قبہ جات کے مسئلہ میں صحابہ کرام اور تبع تابعین
ضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اب تمہارا فیصلہ تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔
ہاہے ادھر رہو یا ادھر لیکن یہ یاد رہے کہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب
ور ان کے ہمنواؤں کو ان کے ہم عصر علماء و مشائخ نے گمراہ اور گمراہ کن
لکھا۔ اور یہی کیفیت تاحال چل رہی ہے جو ان لوگوں کے ہمنوا ہیں انہیں
عوام اور جملہ اہل حق وہابی کہتے ہیں اور جو ان کے خلاف ہیں انہیں سنی
سلمان کہا جاتا ہے اب تم چاہو تو قبہ جات بر مزارات اولیاء کے منکر ہو کر
ہابی ہو جاؤ چاہو اولیاء کرام سے وابستہ رہکر سنی مسلمان رہو۔

باقی رہے دلائل تو وہ بفضلہ تعالیٰ قرآن و احادیث کی روشنی میں قبہ
جات بر مزارات کے جواز میں بے شمار دلائل و براہین موجود ہیں اور ہر
خالف کو دیکھیں وہ بھی قرآن و حدیث سے دلائل دیتا ہے یہاں بھی وہابیوں
یوبندیوں نے ابن تیمیہ و محمد بن عبدالوہاب کی دلیلیں نقل کیں اس کتاب
میں ہم ان کے دلائل لکھ کر جوابات پیش کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

انتباہ!

ان وہابیوں دیوبندیوں کو ہمارے ساتھ دو قسم کے مسائل سے اختلاف
ہے نبی کریم ﷺ اور اولیاء کرام کی عظمت و کمالات کے متعلقات اور ا
اموات سے متعلقہ امور وہ ان مسائل پر شرک و بدعت کا فتوی لگاتے ہ
حالانکہ اسی قسم کے امور خود بھی عمل میں لاتے ہیں تفصیل فقیر نے "العم
عن البدعۃ" میں لکھ دی ہے قبہ جات بر مزارات کی تحقیق میں ایک مقد
دو باب ایک خاتمہ پر مشتمل کتاب ھذا حاضر ہے بنام "قبہ جات بر مزارات"

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۴ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ بہاول پور پاکستان

مقدمہ

○ انبیاء و اولیاء کے مزارات شعائر اللہ سے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب جو اللہ تعالی کے شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں اور اللہ تعالی نے خود انبیاء و اولیاء کے آثار و نشانات کے اکرام و اعزاز کیلئے جگہ جگہ اہتمام فرمایا ہے تفصیل فقیر کی کتاب "احسن البرکات فی البرکات" میں ہے۔

قبور دو طرح کی ہیں

○ عام مومنین ○ علماء و مشائخ ' اولیاء اللہ

جن کی تعظیم و توقیر درحقیقت اسلام کی تعظیم ہے۔ عامتہ المسلمین کی قبروں کو پختہ بنانا یا ان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے اس لئے منع ہے ہاں اس پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہنا تاکہ اس کا نشان نہ مٹ جائے فاتحہ وغیرہ پڑھی جا سکے جائز ہے۔ اور علماء مشائخ عظام اولیاء اللہ جن کے مزارات پر خلقت کا ہجوم رہتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی و فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں ان کی آسائش اور صاحب قبر کی اظہار عظمت کیلئے اس کے آس پاس سایہ کیلئے قبہ وغیرہ بنانا شرعا" جائز بلکہ سنت صحابہ سے ثابت ہے اور جن عوام

مومنین کی قبریں پختہ بنانا یا ان پر قبہ بنانا منع ہے اگر ان کی قبریں پختہ بن گئی ہوں تو ان کو گرانا حرام ہے۔ پہلے مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے آخر کے دو مسئلوں میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے وہابی دیوبندی فقہاء کرام کے اسی اختلاف سے فائدہ اٹھا کر عوام کو بہکاتے ہیں یہ ان کی اولیاء دشمنی کا بین ثبوت ہے۔

ورنہ ہم سب کو یقین ہے کہ عوام و اولیاء کرام کے درمیان جیسے دنیا میں فرق و امتیاز ہے ایسے ہی ان کی قبور و مزارات کا۔ عوام کی قبروں کی تعظیم کا بھی حکم ہے اور اولیاء کرام تو اس سے اور زیادہ تعظیم کے مستحق ہیں اسی لئے ان کی مزارات کے احکام جدا ہیں مثلاً"

۱۔ اولیاء کی قبریں پکی بنانا' ۲۔ قدر سنت یعنی ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا ۳۔ قبر کے آس پاس عمارت بنا دینا پھر قبر کو پختہ کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ا۔ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت سے ملا ہوا ہے اس کو پختہ بنانا ۲۔ قبر کا بیرونی حصہ جو کہ اوپر نظر آتا ہے اس کو پختہ کرنا۔

مسئلہ

قبر کے اندرونی حصہ کو پختہ اینٹ سے پختہ کرنا وہاں لکڑی لگانا منع ہے ہاں اگر وہاں پتھر یا بانس لگایا جائے تو جائز ہے کیونکہ لکڑی اور اینٹ میں آگ کا اثر ہے قبر کا بیرونی حصہ پختہ بنانا عامۃ المسلمین کیلئے منع ہے اور خاص علماء کیلئے جائز ہے۔

مسئلہ

قبر کا تعویذ ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے اور اگر آس پاس چبوترہ اونچا کر کے اس پر تعویذ بقدر ایک ہاتھ کیا تو جائز ہے۔

مسئلہ

قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت بنانا عامتہ المسلمین کی قبروں پر تو منع ہے اور علماء فقہا و مشائخ و اولیاء کرام و انبیاء عظام کے مزارات پر قبہ جات وغیرہ بنانا جائز ہے تشریح و تحقیق آتی ہے (انشاء اللہ)

قبہ

بروزن جبہ بمعنی بنا، گرد آوردہ یعنی گنبد اور عرف میں کسی قبر پر سایہ دار تعمیر وغیرہ بنانا کبھی اس سے خیمہ بھی مراد لیا جاتا ہے اور جملہ مذاہب حقہ سابقہ اور دین اسلام کے جملہ پیروکار اس کے قائل اور عامل رہے اور ہیں کہ انبیاء عظام اور اولیاء کرام اور علما و فقہا و صلحا کے مزرات پر قبہ جات یا خیمہ جات یا اس قسم کا سایہ دار شے اور ان کے گرد یعنی قرب و جوار میں مساجد تعمیر کرنا اور زائرین کے لئے آسائش و آرام کیلئے مکانات بنانا کسی کو انکار تھا نہ ہے جب سے محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی وہابی تحریک چلائی اور جملہ مزارات کو ڈھایا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے گنبد خضرا کو ڈھانے اور گرانے کا پروگرام بنایا لیکن قدرت نے اسے اس گندے ارادے کو پورا نہ کرنے دیا اور آج بھی ان کے یہی ارادے اور فتوے موجود ہیں کہ

تمام قبہ جات یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ کا گنبد مبارک بھی گرانا واجب اور ضروری ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ آنحضور کا روضہ گرا دینے کے لائق ہے (فصل الخطاب احمد بن علی بصری)

۲۔ محمد بن عبدالوہاب کہتا تھا **لو اقدر علی حجرة الرسول لہدمتہا** (ترجمان الوہابیہ صفحہ ۳۶) "یعنی اگر میں قدرت پاؤں تو رسول اللہ (ﷺ) کا روضہ گرادوں۔

۳۔ تطہیر الاعتقاد صفحہ ۳۶ میں ہے۔ **فان قلت ھذا قبر رسول قد عمرت عیہ قبة عظیمة انفقت فیہ الاموال قلت ھذا جہل عظیم بحقیقة الحال** ترجمہ! "اگر کہو کہ رسول اللہ (ﷺ) کی قبر بڑا قبہ ہے اس پر بہت مال خرچ ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ درحقیقت بہت بڑی جہالت ہے

۴۔ عرف الجاوی صفحہ ۶۰ میں ہے کہ "وازبناء بر قبر نہی آندہ ہرچہ مرفوع مشرف بودن قبر لعنت است آیداز منکرات شریعت باشد وانکار برآن و برابر ساختن نجاک واجب است بر مسلمین بدون فرق در آنکہ قبر گور پیغمبر باشد یا غیر او"

ترجمہ! "قبر پر ہر قسم کی عمارت کی نہی آئی ہے جو قبر اونچی بلند ہو اس کے لئے لعنت آئی ہے یہ شریعت میں برے اعمال سے ہے اے مومنین کے برابر کرنا واجب ہے یہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کردیں وہ نبی علیہ السلام کی قبر ہو یا کسی اور کی۔

انتباہ.....!

ان حوالہ جات سے ہمارے عوام اب تو سمجھے ہونگے کہ یہ لوگ نہ صرف اولیاء کرام کے قبہ جات اور مزارات کے دشمن ہیں بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گنبد خضراء کو گرانے کو بھی واجب سمجھتے ہیں ان کا بس چلے تو گنبد خضراء کو فوراً" ڈھادیں یہی وجہ ہے کہ چند سال پہلے سعودی حکومت کے برے عزائم اخبارات میں پڑھے سنے گئے لیکن قدرت کو کچھ اور منظور ہے اسی لئے وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اب عوام خود سمجھیں کہ یہ لوگ قبہ جات بر مزارات کے دشمن کیوں ہیں۔

مزید بر آں

اس طرح کے جزئیات بے شمار ہیں جو صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں قبہ جات و تعمیرات مزرات کا طریقہ مروج رہا اس کے بعد تبع تابعین تا ائمہ مجتہدین اور فقہاء محدثین اور علماء ربانیین میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا نمونہ کے طور چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بوجہ فتنہ خوارج مخفی رکھی گئی ہارون الرشید نے اسے معلوم کر کے اس پر عالیشان عمارت قائم فرمائی یہ امام شافعی رحمتہ اللہ کا زمانہ تھا اور امام ابو یوسف بھی موجود تھے اور محکمہ احتساب پر انہیں کافی اقتدار حاصل تھا یہاں تک کہ ہارون الرشید قاضی ابو یوسف و امام محمد سے ہر وقت خوفزدہ رہتا قاضی ابویوسف رحمتہ اللہ کی گرفت میں جو بھی آیا تاریخ دان حضرات سے ان کے احتساب کے واقعات مخفی نہیں

ہمارے مخالفین دیوبندی، وہابی حضرات قاضی ابو یوسف و امام محمد و امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں مزار علی کے قبہ و تعمیر کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

۲۔ مشہد رضا (ایران) پر سلطان محمود غزنوی قدس سرہ نے از سر نو عمارت بنوائی اور سلطان محمود نہ صرف اسلامی بادشاہ تھے بلکہ ان کو مخالفین بھی عارف کامل اور ولی اکمل مانتے ہیں۔

۳۔ تواریخ مشائخ و فقہا اور محدثین اور علماء اولیاء مشاہدین کے خیر القرون سے لے کر تاحال بہت سے بزرگوں کے مزارات کے قبہ جات بنے اور تاحال صدیوں سے پہلے قبہ جات تیار کردہ موجود ہیں سوائے ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے چیلوں کے کسی کو انکار تھا نہ ہے اور اب انکار ہے نجدیوں کے چیلوں کو اور رہے گا۔ بلکہ حضرت ابوالحسن نورالدین علی بن احمد السخاوی الحنفی رحمتہ اللہ نے صرف مزارات کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ بنام "تحفتہ الاحباب و بغیتہ الطلاب فی الخطط والمزارات و التراجم المبارکات" اس میں بے شمار بزرگوں کے قبہ جات کی تصریحات موجود ہیں۔ جو مصر میں شائع ہوئی۔

باب ۱

قرآنی دلائل

۱۔ خداوند قدوس جل و علا شانہ نے قرآن کریم میں اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا **قال الذین غلبوا علی امرهم لنتخذن علیهم مسجدا** "وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے کہ ہم ان اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے" حوالہ جات تفاسیرا۔ روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا "دیوارے کہ از چشم مردم پوشیدہ شوند" یعنی **لا یعلم احد تربتهم وتکون محفوظة من تطرق الناس کما حفظت تربت رسول الله بالخطیرة** انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے اور ان کے مزارات لوگوں کے راستہ بنانے سے محفوظ ہو جاویں جیسے کہ حضور علیہ السلام کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے۔

۲۔ آیت مذکورہ کی تفسیر روح البیان میں ہے **یصلی فیه المسلمون و یتبرکون بمکانهم** "لوگ اس میں نماز پڑھیں اور ان سے برکت لیں" خلاصہ یہ کہ ان لوگوں کی دو باتوں کا ذکر فرمایا گیا (۱) اصحاب کہف کے گرد قبہ

اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا (۲) ان کے قریب مسجد بنانا اس سے معلوم ہوا کہ دونوں فعل جب بھی جائز تھے اور اب بھی جائز ہیں یہ خیال غلط ہے کہ یہ حکم سابقہ امتوں کا ہے اس کا جواب فقیر تفصیل کے ساتھ آگے چل کر عرض کرے گا۔

۳۔ تفسیر مدارک پر خازن میں ہے کہ کہف کے دہانہ پر مسجد تعمیر ہوئی تاکہ زائرین اس میں نماز فرض پڑھیں یا نوافل ادا کریں اور ان صالحین کے مکان کی برکت سے متبرک ہوں۔

۴۔ تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ **نعبدی اللہ فیہ و نستبقی آثار اصحاب الکہف بسبب ذ لک المسجد** "اس میں ہم اللہ کی عبادت کریں اور اس مسجد کے ذریعے اصحاب کہف کے آثار کو باقی رکھیں"۔

اصحاب کہف کے متعلق تفصیل اور ان پر تعمیر وغیرہ کی بحث فقیر اویسی غفرلہ نے تفسیر اویسی میں لکھدی ہے۔ یہاں بقدر ضرورت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سوال

یہ اصحاب کہف تو پہلے لوگوں یعنی گزشتہ امتوں میں ہیں وہ ہمارے لئے کیسے حجت ہو سکتے ہیں۔

جواب

اصول فقہ کا مسلم قاعدہ ہے کہ شرائع **من قبلنا یلزمنا** (گزشتہ

امتوں) کے امور شرعیہ ہم پر لازم ہیں (نور الانوار، مسلم الثبوت، اتقان، تلویح توضیح وغیرہ) بشرطیکہ وہ امور ہمارے اصول کے مخالف نہ ہوں تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب "احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن"

۱۔ **واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی** "اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ"

مقام ابراہیم

یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کیلئے ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں ہیں (احمدی) یہی قول زیادہ موزوں ہے۔

شان نزول

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو تمنا ہوئی کہ حرم محترم میں نمازیں پڑھتے ہیں لیکن آثار متبرکہ کے قرب میں عبادت الٰہی کی کچھ اور لذت مسرت ہوتی ہے کیا اچھا ہوتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم بارک کے نشان کے پاس نماز پڑھنے کی اجازت ہوتی بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ **لو اتخذت مقام ابراهیم مصلی** اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیتے تو ہماری تمنائیں پوری ہوتیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "احسن البرکات فی التبرکات" میں ہے

فائدہ

غور فرمایئے کہ فاروق اعظم کی تمنا پھر رسول ﷺ کا اس مقام پر ہ
طواف کے بعد دو رکعت کا حکم فرمانا اور اللہ کا اس تمنا پر آیت اتارنا اہل
سنت کے مذہب کی کتنی عظیم تصدیق ہے کہ آج تک ابراہیم علیہ السلام کے
قدم مبارک کے سامنے سر جھک رہے ہیں اور قدم مبارک کے اوپر قبہ بنانا
جائز اور محبوبان خدا کے مزارات پر ناجائز یہ عجیب منطق ہے۔

۳۔ **فلا اقسم بمواقع النجوم** "تو مجھے قسم ہے ان مقامات کی
جہاں تارے ڈوبتے ہیں" اس جملہ کی تفسیر میں شاہ مرادن (مردان) قدس سرہ نے تفسیر
کوثر صفحہ ۱۶۵۱ میں لکھا ہے۔

تعارف شاہ مردان

شاہ مردان اول موجودہ پیر پگاڑو کے دادا تھے ان کا لقب پیر کوٹ دھنی
تھا سید علی گوہر شاہ لاثانی لاولد تھے اس لئے انہوں نے اپنے تیسرے بھائی شاہ
مردان شاہ کو اپنا جانشین بنایا لیکن شروع ہی سے آپ کے بڑے بھائی پیر علی
مظفر شاہ سجادگی پر اپنا حق جتلا رہے تھے یہ معاملہ آخر کار عدالت تک پہنچا
جہاں کافی عرصہ تک کیس چلنے کے بعد دسمبر ۱۸۹۹ء میں اس کا فیصلہ سید شاہ
مردان شاہ کے حق میں ہوا۔ پیر شاہ مردان شاہ اول ایک عالم اور اسلام کے
پابند تھے انہیں اسلام سے اتنی محبت تھی کہ رات کو کافی دیر تک عبادت کرتے
تھے آپ نے قرآن پاک کی تین جلدوں میں سندھی زبان میں تفسیر لکھی
جس کو تفسیر کوثر کہا جاتا ہے آپ صبح و شام غریبوں میں نقد پیسے و طعام اپنے

ہاتھوں سے تقسیم کرتے تھے آپ سے پہلے چار دیواری (فصیل) کچی بنی ہوئی تھیں آپ نے پکی فصیل اور پکی رہائش گاہیں تعمیر کروائیں اسی لئے آپ کو کوٹ دھنی کہتے ہیں آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عہد کیا تھا کہ اس ملک کو جابر و ظالم انگریزوں سے آزاد کرایا جائے ساری زندگی آپ جہاد میں مشغول رہے اور ۷ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ وہ لکھتے ہیں کہ

یا مواقع مان مراد مسجدیوں ۽ مقبرا اصحابن سگورن جا آہن جن کہ پان مشابہت تارن سان ڈنی آئن اصحابي کالنجوم الخ ترجمہ! "یا مواقع سے مساجد اور صحابہ کرام کے مزارات مراد ہیں اس لئے کہ انہیں ستاروں سے مشابہت دی گئی ہے کہ اصحابی کالنجوم۔

فائدہ

ایک ولی کامل کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ مزارات محبوبان خدا' اللہ تعالی کو کتنا محبوب ہیں کہ ان کی قسم قرآن مجید میں یاد فرمائی جس بد قسمت کو مزارات سے دشمنی ہو تو سمجھو کہ وہ خدا تعالی کا مغضوب و مبغوض اور بد ترین انسان ہے اللہ تعالی ہم سب کو اولیاء اللہ اور ان کے متعلقات و منسوبات سے عقیدت و محبت عطا فرمائے (آمین)

باب ۲

احادیث مبارکہ

اصطلاح شرع شریف میں نبی پاک ﷺ کے قول و فعل عمل ایسے ہی صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور اعمال کا نام حدیث ہے حضور نبی پاک ﷺ کے مزار کے اوپر گنبد خضرا قبہ مبارک اور چار دیواری وغیرہ ثبوت کیلئے کافی ہے اس قبہ مبارک کی تاریخ ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضور سید عالم ﷺ کو حضرت صدیقہ کے حجرے میں دفن کیا گیا اگر یہ ناجائز تھا تو پہلے صحابہ کرام اس کو گرا دیتے پھر دفن کرتے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضور کے مزار کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار کھچا دی۔

۳۔ ولید ابن الملک کے زمانہ میں سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے تمام صحابہ کرام کی موجوگی میں ۸۸ھ میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے چنانچہ خلاصتہ الوفا باخبار دار المصطفیٰ مصنفہ سید سمہودی میں ہے کہ

عن عمرو ابن بینار و عبیدہ اللّٰہ ابن ابی زید قالا لم یکن فی عھد النبی

صلی اللہ علیہ وسلم علی بیت النبی علیہ السلام جدار فکان اول من بنی علیہ جد ارا عمرابن الخطاب ثم بناہ عبد اللہ ابن الزبیر وکانت حجرۃ من الکعبۃ من سعیر مربو طۃ فی خشب عروۃ ترجمہ وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۱۔ بخاری جلد اول کتاب الجنائز لجنائز باب ماجاء فی قبر النبی و ابی بکر و عمر میں ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک کے زمانہ میں روضہ رسول ﷺ کی ایک دیوار گر گئی اخذ و فی بناء صحابہ کرام اس کے بنانے میں مشغول ہوئے۔ فبدت لهم قدم فضزعواو ظنوانها قدم النبی علیہ السلام "ایک قدم ظاہر ہو گیا تو گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ حضور علیہ السلام کا قدم پاک ہے" حتی قال لهم عروۃ لا واللہ ما ھی قدم النبی علیہ السلام ما ھی الا قدم عمر جذب القلوب الی دیار المحبوب میں شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ ۵۵۰ ھ میں جمال الدین اصفہانی نے علماء کرام کی موجودگی میں صندل کی لکڑی کی جالی اس دیوار کے آس پاس بنائی۔ (٦) ۵۵۷ھ میں بعض عیسائی عابدوں کی صورت میں مدینہ منورہ میں آئے اور سرنگ لگا کر نعش مبارک کو زمین سے نکالنا چاہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار بادشاہ کو خواب میں فرمایا۔ لہٰذا بادشاہ نے ان کو قتل کرایا اور روضہ مقدس کے آس پاس پانی تک بنیاد کھود کر سیسہ گلا کراس کو بھر دیا پھر ۶۷۸ھ میں سلطان قلاوں صالحی نے یہ گنبد سبز جو اب تک موجود ہے بنوایا(تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" اور "تاریخ گنبد خضراء"

فائدہ

اصول اسلام سے ہے کہ جو امر حضور ﷺ کیلئے جائز ہے وہی آپ کے وارثین اولیاء کرام کیلئے بھی جائز ہے جب حضور ﷺ کا گنبد اقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجویز فرمایا اور تا حال اسی آن بان سے ہمارے میں موجود ہے اور انشاء اللہ تا قیامت موجود رہے گا تو اولیاء کرام کے قبہ جات بھی جائز ہیں مخالفین کے پاس اگر گنبد خضراء کے عدم جواز کی کوئی دلیل ہے تو پیش کریں۔

سوال

حضور نبی پاک ﷺ کے مزار اقدس پر تعمیر اور قبہ آپ کے خصوصیات سے ہے جیسے دوسرے خصوصیات میں آپ کا کوئی شریک نہیں یہاں بھی کوئی ولی آپ کی خصوصیت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

جواب ۱

اولاً تو خصوصیات مخصوص برسول (ﷺ) کے تم قائل نہیں جیسے ہم نے مقدمہ میں حوالہ جات عرض کئے ہیں کہ تم کہتے ہو حضور کا گنبد و قبہ شرعاً گرانا واجب ہے۔

جواب ۲

یہ خصوصیت کس حدیث و روایت میں ہے۔

جواب ۳

خصوصیت ہے تو پھر اس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی مدفون ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی یہاں مدفون ہوں گے۔

۲۔ مشکواۃ کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابو داؤد ہے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا اور فرمایا کہ **اعلم بھا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اھلی** ترجمہ! . "کہ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے"

۳۔ بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقا" ہے کہ حضرت خارجہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ عثمان میں تھے **ان اشد نا وثبة الذی یثیب قبر عثمان ابن مظعون حتی یجاوزہ** ہم میں بڑا کودنے والا تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا (ف) مشکواۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبر عثمان کا تعویذ اس پتھر کا تھا اور دونوں روایات اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ مشکواۃ میں جو آیا ہے کہ قبر کے سرہانے پر پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف اس کو لگایا یا مطلب یہ کہ قبر ساری اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا۔ ان دونوں احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کیلئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے کیونکہ

اولیاء و عوام کے درمیان امتیاز ضروری ہے۔

مسئلہ

فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی زمین نرم ہو تو لوہے یا لکڑی کے صندوق میں میت کو رکھ کر دفن کرنا پڑے تو اس کے اندرونی حصہ میں چاروں طرف مٹی سے کہگل کردو (شامی اور عالمگیری وغیرہ باب دفن المیت) اس سے معلوم ہوا کہ قبر کو اندر سے کچا ہونا چاہئے۔

علمی قاعدہ

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مزار کو سرکار دو عالم ﷺ کا اونچا کرنا مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد ہے جو گویا اسلام یعنی مدنی زندگی کا پہلا دور ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس سے وہابی نجدی استدلال کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے قبور کو ڈھانے کا حکم دیا تھا) وہ حضور علیہ السلام کے وصال کے قریب کا دور ہے اب ہمارا سوال ہے کہ یا تو وہابیہ ثابت کریں کہ حدیث ابن مظعون منسوخ ہے حالانکہ منسوخ نہیں یا مان جائیں کہ جن قبور کو ڈھانے کا حکم تھا وہ یہود و منافقین کی قبریں تھیں اس حدیث ابن مظعون رضی اللہ عنہ کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں سوائے ہیرا پھیری کے ہاں ان کا یہ سوال عامتہ الورود ہے کہ قبور پر قبہ وغیرہ بنانا پھر انہیں مساجد کی طرح آراستہ کرنا وغیرہ وغیرہ تو اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا فلہذا ان بدعی امور سے احتراز لازم ہے تفصیلی جوابات اور تحقیقی بیانات تو ہم آگے چل کر عرض کریں گے یہاں سردست اتنا کافی ہے کہ ہمارے نزدیک انبیاء اولیاء کرام سے بڑھ کر

کوئی معظم و مکرم نہیں اور ان کے مزارات پر قبہ جات برائے ضرورت اور انہیں آراستہ و پیراستہ کرنا ان کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو منقش کرنا۔ اسی طرح صحابہ کرام کے زمانہ میں حکم تھا کہ قرآن کو آیات اور رکوع اور اعراب سے خالی رکھو لیکن اس زمانہ کے بعد چونکہ ضرورت در پیش ہوئی تو یہ تمام کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے شامی میں ہے۔ **وما روی عن ابن مسعود جردو القران کان فی ذ منھم و لم من شئی یختلف باختلاف الزمان و المکان** "ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ قرآن کو اعراب وغیرہ سے خالی رکھو یہ اس زمانہ میں تھا اور بہت سی چیزیں زمانہ اور جگہ بدلنے سے بدل جاتی ہیں نیز شامی میں ہے کہ قرآن کو چھوٹا کر کے نہ چھاپو یعنی حمائل نہ بناؤ بلکہ اس کا قلم موٹا ہو حرف کشادہ ہوں تقطیع بڑی ہو یہ سارے احکام کیوں ہیں؟ صرف قرآن کی عظمت کیلئے اسی طرح یہ بھی ہے اول زمانہ میں تعلیم وغیرہ پر اجرت لینا ناجائز تھا جس کی تفصیل فقہ میں موجود ہے مگر بعد کو ضرورتاً" جائز کیا گیا۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جب سے وہابی تحریک چلی ہے اور اس کا سب سے اہم مقصد انبیاء و اولیاء کرام کی قدر و منزلت گھٹانا ہے بلکہ ان کی تعظیم و تکریم کے امور کو شرک اور حرام کہنا ان کا شعار ہے جیسے آج کے دور نجدی حکومت میں مدینہ طیبہ میں آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر تصدیق کی جاسکتی ہے کہ وہاں ادب و تعظیم پر پابندی اور بے ادبی و گستاخی پر عملدرآمد ہو رہا ہے اسی لئے باقاعدہ مذکورہ ہمارے لئے اور زیادہ ضروری ہو گیا کہ ہم انبیاء و اولیاء کے اعزاز و اکرام کیلئے جتنا زور لگائیں کم ہے کیونکہ

تعظیم انبیاء و اولیاء ہمارا دین ہے اگر دین کے دوسرے امور میں اضافے جائز ہیں تو تعظیم نبوت و ولایت کیلئے بھی اضافے جائز ہیں۔

۳۔ بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف باب البکاء علی المیت میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا **ضربت امراته القبة علی قبره سنة** تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔

فوائد

۱۔ یہ صحابہ کرام کے زمانہ میں سب کی موجودگی میں ہوا کسی نے انکار نہ کیا

۲۔ ان کی بیوی ایک سال تک وہاں رہیں پھر گھر واپس آئیں۔ جیسا کہ اسی حدیث میں ہے + اس سے بزرگوں کی قبروں پر مجاوروں کا بیٹھنا بھی ثابت ہوا۔

۳۔ زوجہ ابن امام زین العابدین کے اس فعل کے ماتحت ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں **الظاهر انه لاجتماع الاحباب للذكر والقراء ة و حضور الاصحب بالمغفرة اما حمل فعلها علی العبث المكروه فغير لائق لصنيع اهل البيت** ظاہر یہ ہے کہ یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کیلئے تھا تاکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا جو کہ مکروہ ہے یہ اہل بیت کی شان کے خلاف ہے۔ (فائدہ) معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کیلئے جائز ہے۔

۴ ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبہ

بنایا۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر۔

۶۔ حضرت محمد ابن حنفیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کی قبر پر قبہ بنایا' منتقے شرح موطا امام مالک میں ابو عبد سلیمان علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ **روی عن ابن عباس لماما ت بالطائف صلی علیه السلام محمد بن الحنفية رجعل قبره مسنما و ضرب علیه نسطاطا** جب کہ طائف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان پر محمد ابن حنفیہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر ڈھلوان بنائی اور قبر پر پختہ قبہ بنایا۔۔ عینی شرح بخاری میں ہے۔ **ضربه محمد ابن الحنفيه علی قبر ابن عباس** ان صحابہ کرام نے یہ فعل کیئے اور ساری امت روضہ رسول ﷺ پر جاتی رہی کسی محدث کسی فقیہ کسی عالم نے اس روضہ پر اعتراض نہ کیا سوائے ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے کہ یہ نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ وہاں پر جانے والوں کو مشرک کہتے ہیں حالانکہ مزار اقدس پر مجاوری بھی ثابت ہے اس لئے کہ مجاور اسی کو تو کہتے ہیں جو کہ قبر کا انتظام رکھنے کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے وغیرہ وغیرہ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی والدہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظم اور چابی والی تھیں جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے (مشکواۃ باب الدفن) آج تک روضہ مصطفیٰ ﷺ پر مجاور رہتے ہیں کسی نے ان کو ناجائز نہ کہا ہاں وہابی غیر مقلد تو مجاوری کو ممکن ہے اب بھی حرام کہتے ہوں لیکن ان کے چھوٹے برادر دیوبندی کسی زمانہ میں ان کے اتھ مل کر

مجاوری کو حرام حرام کہتے تھے لیکن جب سے محکمہ اوقاف کی مہربانی سے ا
درباروں (مزارات اولیا کرام) کی مجاوری نصیب ہوئی ہے اور اب دربا
(مزاروں) پر ایسے سلیقے سے جج کر بیٹھے ہیں گویا سات پشتے مجاور ہیں تو
بفضلہ تعالیٰ ان کے نزدیک مجاوری عین اسلام ہے اگر محکمہ اوقاف ان
مزارات کی ملازمت سے برطرف کردے تو پھر بدستور کہیں گے کہ مجاو
حرام' حرام وغیرہ وغیرہ۔

۷۔ بخاری شریف کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر جلد اول میں ہے
**رآی ابن عمر فسطاطا علی قبر عبدالرحمن فقال انزعه یا غلام فان
یظله عمله** ترجمہ! "حضرت ابن عمر نے حضرت عبدالرحمن کی قبر پر خی
(قبہ) دیکھ کر فرمایا اے نوجوان اسے علیحدہ کردے اس پر اس کے اعمال سا
کر رہے ہیں۔

فائدہ

مزار پر سائبان خیمہ لگانا ثابت ہوا حضرت ابن عمر کا منع کرنا خیمہ لگا
والے کی غلط فہمی کا ازالہ مطلوب تھا اس لئے اس نے سمجھا ہوگا کہ اس
سائبان سے میت کو کوئی فائدہ ہوگا حالانکہ یہ غلط ہے تفصیل آتی ہے۔

○ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حضرت عقیل بن اب
طالب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے برادر کلاں نے قبہ بنایا چنانچہ
حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علامہ سمہودی کے حوالہ سے نقل
کرتے ہیں کہ۔

در خبر است کہ چوں عقیل ابن ابی طالب چاہے درودار خود حفر کرد از
... بر آمد کہ درو ے نوشتہ اند قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب عقیل آں
... را بانباشت و عمارتے بر بالائے قبر بنا کرد و سمہودی گوید روایات ہمہ ناظر
... در انکہ قبور امہات المومنین در ہمیں جا باشند کہ زیادت ایشان می کنند

"حدیث میں ہے کہ عقیل نے گھر میں کنواں کھودا اس سے ایک پتھر نکلا
... لکھا تھا کہ قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب کی ہے عقیل نے وہ کنواں بند
کر کے اس پر ایک تعمیر کی سمہودی نے فرمایا ہے کہ امہات المومنین کے
مزارات اسی جگہ پر ہیں جہاں آج کل زیارت کی جاتی ہے۔

فائدہ

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل حجت ہے اور وہ بھی دوسرے
صحابہ کرام اور تابعین کی موجودگی میں جب کہ اس تعمیر پر کسی کا انکار بھی
منقول نہیں۔

حضرت علامہ شاہ مظہر اللہ نقشبندی امام مسجد فتحپوری دہلی رحمتہ اللہ
علیہ نے اپنے رسالہ میں مصباح الظلام سے بقول شاہ عبدالعزیز محدث لکھا ہے
کہ سیدنا عمر فاروق نے جب ملک شام فتح کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام و
دیگر انبیاء علیہم السلام کے مزارات پر قبے بنے ہوئے ملاحظہ فرمائے۔

فائدہ

ان روایات سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔

قبہ جات بر مزارات اسلامی اور دین حق کا شعار ہے کہ سابق انبیاء

علیہم السلام کے اہل ایمان متبعین مزارات پر قبہ جات بنایا کرتے۔
اگر قبہ جات مزارات پر ناجائز ہوتے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا
ممکن کبھی قبوں کو باقی نہ رہنے دیتا فوراً" ان کے توڑنے کا حکم فرماتا۔
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان قبوں کو جوں کا توں رکھا جس سے ثابت ہوا ک
جات اسلامی شعار ہے جو خیر القرون سے تاحال جاری و سازی ہے اگر اختلا
ہے تو صرف نجدیوں وہابیوں کو۔

ترمذی میں بی بی میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے متعلق ہ
و **دفناہا فی الظلۃ التی بنی بہا فیہا** "ہم نے انہیں اس ظلہ میں د
جس میں ان کا زفاف ہوا"

فائدہ

ظلہ ہمچوں صفہ و سائبان کہ جس میں برودت (سردی) و حرارت کا
ہو یکے صفہ دیوان خانہ یعنی نشست گاہ بلند جو مستقف ہو کوشک یعنی بلند ق
د الان بزرگ (غیاث و منتخب و قاموس) یہی قبہ جات بر مزارات کا ثبو
ہے۔

سوال

طبقات ابن سعد میں ہے کہ و **دفنت فی موضع قبتہا** یعنی وہ بی
قبہ کے مقام میں دفن ہوئیں اس سے مقام قبہ (جگہ کا نام) مع ثابت ہوا
کہ قبہ بر مزار۔

جواب ۱

ہماری بیان کردہ روایت میں اللہ ہے قبہ اور مولائے میں فرق ہے ممکن ہے کہ مقام قبہ کوئی ہو لیکن اللہ کے ثبوت کے منافی نہیں۔

جواب ۲

ابن سعد کے رواۃ میں ایک راوی میمون ہے وہ مدلس مشہور تھا دوسرا راوی جعفر ہے اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہمی تھا فلہذا یہ حدیث ضعیف ناقابل اعتماد ہے۔

جواب ۳

ابن سعد نے صفیہ بنت شیبہ لکھا ہے اور اس نام کی کئی مستورات ہیں نامعلوم ابن سعد کس صفیہ کا لکھ رہے ہیں ہم نے تو بی بی میمونہ ام المومنین کا کہا ہے۔

جواب ۴

ہم نے صحاح ستہ کی صحیح ترمذی کی روایت عرض کی اور مخالفین ابن سعد کا نام لیتے ہیں کہاں امام ترمذی کہاں ابن سعد اور ظاہر ہے کہ ابن سعد کی روایات کا اکثر حصہ واقدی سے ماخوذ ہے صحاح ستہ کی صحیح اور معروف مستند کو چھوڑ کر ایک کمزور روایت کے سہارا لینے کا کیا معنی۔ بنام "تحفتہ الاحباب و بغیتہ الطلاب فی الخطط والمزارات والتراجم البقاع المبارکات" اس میں بے شمار بزرگوں کے قبہ جات کی تصریحات موجود ہیں۔

امام کرمانی شارح بخاری

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں لکھتے ہیں کہ امام کرمانی شارح بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں اپنی قبر بنا کر اس کے ارد گرد گنبد بنوایا اور بعد الوفات اسی میں مدفون ہوئے کسی نے ان کے اس فعل کا انکار نہ کیا۔

فائدہ

امام کرمانی شارح بخاری اور ان کے ہم عصر علماء کرام سے مخالفین کو طفل مکتب ہونے کی نسبت بھی نہیں چہ جائیکہ اپنے میاں مٹھو بن کر نحن رجال وھم رجال کہہ کر جس طرح کی بے پر کی اڑائیں۔

باب ۳

فتاوی علمائے کرام

جن احادیث مبارکہ سے مخالفین استدلال کرتے ہیں وہ ان کی کج فہمی اور ابن تیمیہ و نجدی کی عقیدت کار فرما ہے ورنہ ان احادیث مبارکہ کو اسلاف صالحین نے بھی پڑھا بلکہ ان سے کہیں زیادہ پڑھا اور جیسے انہوں نے احادیث کو سمجھا مخالفین کو انکا عشر عشیر بھی نصیب نہیں اسی لئے ذیل میں اسلاف صالحین کے فتاوی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ روح البیان جلد ۳ پارہ ۱۰ زیر آیت **انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ** میں ہے **فبناء قباب علی قبور العلماء و الاولیاء والصلحاء امر جائز انا کان القصد بذ لک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقر صاحب ھذ القبر** اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارات بنانا جائز کام ہے جب کہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ سمجھیں۔

۲۔ مرقات شرح مشکواۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں ہے **قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشھورین لیزورھم الناس و یستریحوا بالجلوس** پہلے علماء و مشائخ اور علماء کی قبروں پر

عمارات بنانا جائز فرمایا ہے کہ ان کی لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرا
کریں۔

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں "در
آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقا
مشائخ و علماء دیدہ چیزہا افزودند تا آنجا ہیبت و شوکت اہل اسلام و اہل اصلا
پیدا آید خصوصا در دیار ہند کہ اعدائے دین از ہنود و کفار بے شمار اند و ترو
واعلا شان ایں مقامات باعث رعب و انقیاد ایشاں است و بسیار اعمال و افعا
و اوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ اندر در آخر زمان از مستحسنات
گشتہ" ترجمہ! "آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے لہذا
مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کردی
تاکہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو خاص کر ہندوستان میں کہ یہاں
ہندو اور کفار بہت سے دشمنان دین ہیں ان مقامات کی اعلان شان کفار کے
رعب اور اطاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ
میں مستحب ہو گئے۔

۴۔ شامی جلد اول باب الدفن میں ہے **وقیل لا یکرہ البناء انا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات** کہا گیا ہے کہ اگر میت مشائخ
اور علماء اور سادات کرام میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں
ہے۔

۵۔ درمختار میں اسی باب الدفن میں ہے **لا یرفع علیہ بناء وقیل لاباس بہ وھو المختار** قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور کہا گیا ہے کہ اس

میں کوئی حرج نہیں اور یہی قول پسندیدہ ہے۔

سوال

چونکہ شامی اور در مختار نے عمارت کے جواز کو قیل سے بیان کیا اس لئے یہ قول ضعیف ہے۔

جواب

ہر جگہ فقہ میں قیل علامت ضعف نہیں اور بعض جگہ ایک مسئلہ میں دو قول بیان کرتے ہیں اور دونوں قیل سے ہاں معقولات میں قیل علام ضعف ہے قیل کی مکمل بحث فقیر کے رسالہ "قیل قالوا" میں ہے۔

۱۔ طحاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۳۵ میں ہے **وقد اعتاد اهل المصر وضع الاحجاز لفظا القبور عن الاندراس والنبش ولاباس به وفى الدرر ولا يجصص ولا يطين ولا يرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهوا المختار** مصر کے لوگ قبروں پر پتھر رکھنے کے عادی ہیں تاکہ وہ مٹنے اکھڑنے سے محفوظ رہیں اور قبر کو گچ نہ کی جاوے نہ کہگل کی جائے نہ اس پر عمارت بنائی جائے اور کہا گیا ہے کہ جائز ہے اور یہ ہی مختار ہے۔

۲۔ المیزان الکبری جلد اول کتاب الجنائز میں امام شعرانی فرماتے ہیں **ومن ذلک قول الائمة ان القبر لا يبنى ولا يجصص مع قول ابى حنيفه يجوز ذلك فال الاول مشدد والثانى مخفف** اسی میں سے ہے دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر نہ عمارت بنائی جاوے اور نہ اس کو گچ کی جاوے۔ باوجودیکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ یہ سب جائز ہے پس پہلے قول میں

سختی ہے اور دوسرے میں آسانی۔

فائدہ حنفیہ

امام مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان مل گیا کہ قبر پر قبہ وغیرہ بنانا جائز ہے دیوبندی چونکہ خود کو حنفی کہلاتے ہیں (اگرچہ درحقیقت یہ بھی وہابی ہیں) اسی لئے انہیں یہ قول مان لینا چاہئے تھا لیکن بجائے ماننے کے امام شعرانی رحمتہ اللہ کو صرف صوفی سمجھ کر انکار دیا اور کبیری کی ایک عبارت کا سہارا ڈھونڈ لیا چنانچہ دیوبندیوں کا رئیس المحرفین سرفراز گکھڑوی راہ سنت میں لکھتا ہے کہ دسویں صدی کے ایک صوفی کی بے سند نقل اور بے سروپا روایت ہے (جو نقل مذہب میں ہزاروں غلطیاں کرجاتے ہیں الخ صفحہ ۱۸۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ

قارئین! دیکھا ایک معمولی لکھا پڑھا ملا دیوبندی کس طرح ایک عارف باللہ اور محبوب اللہ کامل ولی اللہ پر برس رہا ہے صرف اس لئے کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے قبہ جات کا ثبوت بہم کیوں پہنچایا۔ اور بیک سانس بے سند نقل اور بیسروپا روایت کا الزام تھوپ کر انہیں ہزاروں غلطیوں کا مرتکب گردانا حالانکہ جملہ اہل مذاہب (احناف، حنابلہ، مالکی، شافعی) متفق ہیں کہ امام شعرانی قدس سرہ نے المیزان الکبریٰ لکھ کر مذاہب کی تطبیق کا جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے افسوس ہے کہ تعصب مذہبی نے گکھڑوی کا بیڑا غرق کردیا کہ ان پر کیسے گندے الزام لگائے اور ہزاروں غلطیوں کا مرتکب اور غلط روایت و بے سند نقل کا ناقل اسلام کا

بڑا مجرم بتایا اور ایسے مجرم کی سزا سوائے جہنم کے اور کہاں؟۔ گکھڑوی بد بخت کو کیا معلوم کہ امام شعرانی قدس سرہ کا کتنا مرتبہ بلند ہے اسے معلوم نہ ہو تو گھر کی گواہی پڑھ لے۔

امام شعرانی کا مقام

مخالفین کے مایہ ناز ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور ۲۰ جون ۱۹۶۳ء کے پرچہ میں صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام فرمایا ہے کہ میں مصر میں ہوتے ہوئے حضور علیہ السلام سے اس طرح گفتگو کرتا ہوں جیسے کوئی ہم مجلس سے بات کرتا ہے میں مصر میں ہوتا ہوں اور حضور ﷺ کی آرام گاہ پر میرے ہاتھ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ جس کو یہ حال اور ذوق حاصل نہیں ہے وہ اس قسم کی گفتگو اور مشاہدہ کا انکار کرتا ہے" (لطائف المنن مصنفہ امام شعرانی صفحہ ۱۳۲، خدام الدین ۲۸ جون ۱۹۶۳ء

فائدہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی اللہ مصر میں بیٹھے ہوئے اپنے ہاتھ مدینہ منورہ تک بڑھا سکتے ہیں یہ تو ایک ولی کی طاقت ہے تو پھر سید الانبیاء ﷺ کی قدرت و طاقت کے تو کیا کہنے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اب بھی حضور ﷺ کا نور پاک تمام جہان کو روشن کئے ہوئے ہے اور ہر جگہ وہ ہر مقام سے دیکھنے والے آپ کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

فائدہ

اسی خدام الدین مذکور میں لکھا ہے کہ اس شبہ کے جواب میں کہ دور دور کے اقطار میں بہت سے دیکھنے والے ایک وقت میں حضور علیہ السلام کو کیوں کر دیکھتے اور مشاہدہ کر لیتے ہیں حافظ سیوطی فرماتے ہیں ترجمہ " اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان میں سورج اور اس کا نور تیز اور چمکدار پھیلاؤ میں مشرق و مغرب کے شہروں تک پھیلتا ہے" (الحاوی جلد ۲ صفحہ ۴۵۳ مصنفہ علامہ سیوطی از خدام الدین ۲۸ جون ۱۹۶۳ء

اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو جو خواب میں دیکھے وہ آپ کو بیداری میں بھی ضرور دیکھے گا اسی خدام الدین مذکورہ پرچہ میں لکھا ہے کہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھ لے گا۔ رسالت مآب یہ وعدہ فرماتے ہیں کہ بیداری میں حضور کا مشاہدہ اور دیکھنا ہو سکتا ہے" (خدام الدین ۲۸ جون ۱۹۶۳ء)

امام شعرانی پر الزام کا جواب

امام شعرانی قدس سرہ نے تطبیق مذاہب اربعہ میں جن ائمہ عظام کے اقوال نقل فرمائے ہیں وہ صحیح اور مستند ہیں صرف گکھڑوی کو اپنا انجام برباد کرنا تھا سو کر دیا ورنہ کبیری کی جو عبارت نقل کی ہے اس کی سند صحیح کا کیا ثبوت ہے صرف وہی جو اس نے خود فرمایا جو گکھڑوی کو غلط فہمی سے بھا گیا اور وہ بھی ہمارے موقف کے منافی نہیں اس لئے کہ مکروہ مطلق جہاں بتایا گیا

جہاں عام قبور مراد ہیں جس کے ہم بھی قائل ہیں اور جہاں اسے جواز بتایا وہاں خواص انبیاء و اولیاء مراد ہیں تفصیل آتی ہے (انشاء اللہ)

فرعونی وراثت

اس باب کے آخر میں عرض کروں کہ مزارات اور قبہ جات کے گرانے کے خیالات فرعون کی وراثت ہے چنانچہ حضرت النابلسی قدس سرہ کی کشف النور سے صاحب تفسیر روح البیان نے پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت **اذ یبایعونک تحت الشجرۃ** میں لکھا کہ بعض مغرور لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ آج کل لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں لہٰذا ہم ان قبروں کو گرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ میں کوئی قدرت نہیں ہے۔ وہ اپنی قبروں کو گرنے سے بچا لیتے **فاعلم ان ھذا الصنیع کفر صراح ماخوذ من قول فرعون ذرونی اقتل موسی ولیدع ربہ انہ اضاف ان یبدل دینکم او یظھر فی الارض الفساد** "تو جان لو کہ یہ کام خالص کفر ہے فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ چھوڑ دو مجھ کو میں موسیٰ کو قتل کردوں وہ اپنے خدا کو بلالے میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارا دین بدل دیگا یا زمین میں فساد پھیلا دے گا" یعنی قبے اور قبور ڈھانا ایک امر موہوم ہے یعنی عوام کو گمراہی کے خوف سے اور واقعی یہ امر موہوم ہے ورنہ چودہ صدیوں سے اولیاء کرام کے ماننے والے اہل سنت عوام گمراہ ہوئے نہ گمراہی کا شائبہ ان سے صادر ہوا۔ البتہ ان پر بدگمانی کرنے والے خود گمراہی کے دلدل میں ایسے پھنسے کہ نجات کا امکان بھی نہ رہا۔

باب ۴

عقلیات سے

دیو بندیوں وہابیوں سے ہمارے اصولی اختلافات ہیں ان اصولوں کا تص
ہوجائے تو کوئی جھگڑا نہ رہے گا لیکن نہ وہ اپنے اصول ترک کرسکتے ہیں نہ
مثلاً" ہم انبیاء و اولیاء کو مزارات میں زندہ مانتے ہیں صرف قلب مکان ہو
ورنہ انبیاء کی حقیقی اور اولیاء کی برزخی زندگی حق ہے وہ کہتے ہیں کہ انبیا
واولیاء مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) تقویتہ الایمان وغیرہ)

۲۔ ہم انبیاء اولیاء کے مزارات کو مقدس و معظم سمجھتے ہیں اور ان کی
تعظیم تکریم کو عین اسلام سمجھتے ہیں اور وہ ان کے مزارات کو مٹی کا ڈھیر او
ان کی تعظیم کو شرک کہتے ہیں۔

۳۔ ہم مزارات والوں سے مدد کے قائل و عامل ہیں اور وہ اسے شرک
اکبر اور ہمیں ابوجہل سے بدتر مشرک کہتے ہیں۔

۴۔ ہم مزارات کے قرب میں بیٹھ کر فیوض و برکات موسلا دھار بارش
کی طرح نزول رحمت کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک ایسا عقیدہ کفر و
شرک۔

۵۔ ہم مزارات والوں کے نزدیک بیٹھ کر قرآن خوانی اور عبادات و

نوافل کو نجات کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک شرک ہے۔

۶۔ ہم مزارات کا اعزاز و اکرام عوام کے قلوب میں بٹھانے کو ان کی سلامتی ایمان اور دینوی امور کا وسیلہ اور آخرت کی نجات کا اعلیٰ ذریعہ سمجھتے ہیں اور وہ اسے شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔

دلائل

۱۔ ہمارے مذکورہ بالا اصول پر عقل بھی چاہتی ہے کہ قبہ جات جائز ہیں عموماً" دیکھا گیا ہے کہ عام کچی قبروں کا عوام کی نگاہ میں نہ ادب ہوتا ہے نہ احترام اور نہ زیادہ فاتحہ خوانی نہ کچھ اہتمام بلکہ لوگ پیروں سے اس کو روندتے ہیں اور اگر کسی قبر کو پختہ دیکھتے ہیں غلاف وغیرہ پڑا ہوا پاتے ہیں سمجھتے ہیں کہ کسی بزرگ کی قبر ہے اس سے بچ کر نکلتے ہیں بلکہ خود بخود فاتحہ کو ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔

۲۔ مشکوٰۃ باب الدفن میں اور مرقات میں ہے کہ مسلمان کی زندگی اور بعد موت یکساں ادب چاہئے اسی طرح عالمگیری کتاب الکراہیت اور اشعتہ اللمعات باب الدفن میں ہے کہ والدین کی قبر کو چومنا جائز ہے۔

۳۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ قبر سے اتنی دور بیٹھے جتنی دور کہ صاحب قبر کی زندگی میں اسے بیٹھتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ میت کا احترام قدر زندگی کے احترام کے ہے اور اولیاء اللہ تو زندگی میں واجب التعظیم تھے لہذا بعد موت بھی اور قبر کی عمارت اس تعظیم کا ذریعہ ہے لہذا کم از کم مستحب ہے۔

۴۔ جس طرح تمام عمارات میں سرکاری عمارتیں یا کہ مساجد ممتاز رہتی

ہیں کہ ان کو پہچان کر لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں علماء کو چاہئے کہ اپنی وضع قطع لباس صورت اہل علم کا سا رکھیں تاکہ لوگ ان کو پہچان کر مسائل دریافت کریں اسی طرح چاہئے کہ علماء و مشائخ کے قبور عام قبروں سے ممتاز رہیں تاکہ لوگ پہچان کر ان سے فیض لیں۔

۵۔ مقابر اولیاء اللہ شعائر اللہ ہیں جیسا کہ ہم پہلے تفسیر روح البیان کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں اور شعائر اللہ کا ادب ضروری ہے قرآن سے ثابت ہے لہٰذا قبروں کا ادب چاہئے ادب کے ہر ملک اور ہر زمانہ میں علیحدہ طریقے ہوتے ہیں جو طریقہ بھی ادب کا خلاف اسلام نہ ہو وہ جائز ہے حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں قرآن پاک ہڈیوں اور چمڑے پر لکھا جاتا تھا مسجد نبوی کچی تھی اور چھت میں کھجور کے پتے تھے کہ بارش میں ٹپکتی تھی مگر بعد کے زمانہ میں مسجد نبوی اور شاندار روضہ رسول ﷺ بہت اہتمام سے بنائے گئے اور قرآن کو اچھے کاغذ پر چھاپا گیا۔

در مختار کتاب الکراہیت فصل فی البیع میں ہے **وجاز تحلية المصحف لما فيه من تعظيمه كما فى نقش المسجد** اس کے ماتحت شامی میں ہے **اى بالذهب والفضة** یعنی قرآن کریم کو چاندی سونے سے آراستہ کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں ان کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو منقش کرنا۔

۶۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں حکم تھا کہ قرآن کو آیات اور رکوع اور اعراب سے خالی رکھو لیکن زمانہ کے بعد چونکہ ضرورت درپیش ہوئی یہ تمام کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے۔ شامی میں اسی جگہ ہے **روى عن ابن مسعود جردوا القران كان فى زمنهم وكم من شئى يختلف باختلاف الزمان**

و مکان ابن مسعود ؓ سے جو مروی ہے کہ قرآن کو اعراب وغیرہ سے خالی رکھو یہ اس زمانہ میں تھا اور بہت سی چیزیں زمانہ اور جگہ بدلنے سے بدل جاتی ہیں اسی مقام پر شامی میں ہے کہ قرآن کو کو چھوٹا کرکے نہ چھاپو یعنی حمائل نہ بناؤ بلکہ اس کا قلم موٹا ہو حرف کشادہ ہوں تقطیع بڑی ہو یہ سارے احکام کیوں ہیں؟ صرف قرآن کی عظمت کے لئے۔

خیرالقرون یعنی اول زمانہ میں تعلیم قرآن واذان و امامت پر اجرت لینا حرام تھا حدیث و فقہ میں موجود ہے مگر بعد کو ضرورتا" جائز کیا گیا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں خود زندہ لوگوں کو پختہ مکان بنانے کی ممانعت تھی ایک صحابی نے پختہ مکان بنایا تو حضور علیہ السلام ناراض ہوئے یہاں تک کہ ان کے سلام کا جوب نہ دیا جب اس کو گرا دیا تب جواب سلام دیا (مشکواۃ کتاب الرقاق فصل ثانی) اسی مشکواۃ کتاب الرقاق میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا **انا الم یبارک للعبد فی ماله جعله فی الماء والطین** جب بندے کے مال میں بے برکتی ہوتی ہے تو اس کو اینٹ گارے میں خرچ کرتا ہے لیکن ان احکام کے باوجود عام مسلمانوں نے بعد میں پختہ مکان بھی بنائے اور مسجدیں بھی۔ تعجب ہے کہ جو حضرات اولیاء اللہ کی قبروں کے پختہ کرنے یا ان پر قبہ بنانے کو حرام کہتے ہیں وہ اپنے مکان کیوں عمدہ اور پختہ بناتے ہیں اگر بدعات مذکورہ اسلام میں کسی اصول اسلامی کیمطابق جائز ہیں تو اولیاء اللہ کے قبہ جات بھی انہی اصول پر جائز ہیں۔

۸۔ اولیاء اللہ کی مقابر کا پختہ ہونا' وہاں ہندو اور دیگر کفار زیارت کو جاتے ہیں بہت سے ہندوؤں اور رافضیوں نے خواجہ صاحب کی دھوم دھام

دیکھ کر اسلام قبول کر لیا اور بچے پکے سنی مسلمان ہو گئے تجربہ شاہد ہے ک
بڑے پایہ کا ولی اللہ ہو لیکن اس کے مزار پر کسی قسم کا اہتمام نہ ہو تو
مزار پر بہت کم لوگ جاتے ہیں لیکن جہاں صحیح انتظام ہو وہاں عوام کا
بندھا رہتا ہے۔ قطع نظر اختلاف کے مخالفین بتائیں کہ مساجد میں موجو
انتظامات بدعت ہیں جن مساجد میں بہترین انتظام ہو کہ گرمیوں میں ا
کنڈیشنڈ سردیوں میں گرم پانی اور فرش فروش وغیرہ ہو تو مساجد نمازیوں
بھر جاتی ہیں اگر آج بھی زمانہ نبوی کے مطابق کوئی مسجد ہو کہ نہ روشنی
فرش و فروش اور چھت کچی اور دیواریں دیوار جس کی نہ کھڑکی نہ روشندا
تو پھر دیکھئے کتنے نمازی آتے ہیں۔

۹۔ قبرستان کی ساری قبریں کچی ہوں تو وہ تھوڑے عرصہ میں گرا
برابر ہو جاتی ہیں اور سادہ زمین پر عوام قبضہ جمالیتے ہیں لہٰذا اب سخ
ضرورت ہے کہ ہر قبرستان میں کچھ قبریں پختہ ہوں تاکہ ان سے زمین
قبرستان ہونا بلکہ اس کے حدود معلوم ہیں۔

۱۰۔ دور حاضرہ میں کہ ہواؤ ہوس کا دور دورہ ہے خواہشات نفسانیہ
راج ہے خود غرضی زوروں پر ہے حقوق تلفی میں کسی کا حیاء و شرم تک بھ
تصور میں نہیں آتا سابق دور میں ہفت درویش بکلیمے بگنجند والا معاملہ
آج باپ بیٹا ایک مکان اور ایک کمرہ میں یکجا رہنا گوارہ نہیں کر سکتے یہی وج
ہے کہ آبادی کا تناسب ہر شہر و قصبہ میں روزانہ بڑھتا جارہا ہے اسی لئے جہاں
بھی کسی کا سفید ٹکڑا زمین کا ملا قبضہ جمالیا اور گورستان کے بچے کھچے قطعے
شیر مادر کی طرح سمجھے جاتے ہیں بلکہ ہم نے بے شمار گورستان آنکھوں سے

ہیں کہ کل اگر وہ ان کچی قبروں کا گورستان تھا تو صبح کو صاحب کی کوٹھی بلکہ یا کم از کم جھونپڑے والے مکان ضرور نظر آتے ہیں اسی لئے فقہاء کرام نے لکھا۔

مدارج النبوت میں ہے کہ بخارا میں پختہ قبور دیکھی گئیں کہ خشت تراشیدہ سے تعمیر شدہ تھیں۔

حضرت اسماعیل زاہد جو مشاہیر فقہاء سے تھے وہ بھی اس کے مجوز تھے کہ قبور پختہ ہوں (مطالب المومنین' مدارج)

فتاوی ہمایونی (سندھی) میں در مختار کی عبارت کے بعد لکھا کہ خشت پختہ زدن جائز است" بالائے قبر قبر کے اوپر پکی اینٹ ڈالنا جائز ہے۔

فائدہ

فقہاء کرام کا یہ جواز اگرچہ اس وقت بوجہ ضرورت کے تھا کہ ریتلی زمین یا کلر زدہ ہو تو اندر کا حصہ بھی بوقت ضرورت جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں ممانعت ہے اس کی خاص وجہ ہے جسے فقیر آگے تحقیق سے عرض کرے گا اس سے واضح ہوا کہ جب عام قبور کی حفاظت کیلئے شریعت میں اتنی وسعت ہے تو اولیاء کرام کے مزارات کیلئے اسے بڑھ کر وسعت ہونی چاہئے بالخصوص دور حاضرہ میں کہ وہابیت اولیاء دشمنی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے بلکہ وہ تو مزارات کو بت خانے سمجھتے ہیں ان کا بس چلے تو منٹوں میں مزارات پر ہل چلا دیں خود ان سے پوچھ لیجئے فلہذا اے غافل سنی ہوشیار باش۔

باب ۵

ہم اہل سنت موت کو پل کی مانند سمجھتے ہیں قلب مکانی کر کے انسان
دنیا سے عالم برزخ میں جا پہنچتا ہے اسی لئے ہم عوام مردگان کی عزت و ا
کا بھی خیال رکھتے ہیں چہ جائیکہ انبیاء و اولیاء وہ تو بطریق اولی اعزاز و
کے مستحق ہیں بلکہ مردہ (اہل قبر) دنیا والوں کی بے عزتی اور بے حرمتی
برداشت نہیں کرتا چند دلائل۔

احادیث مبارکہ

۱۔ حضور نبی کرم شفیع معظم ﷺ فرماتے ہیں **کسر عظم المیت و**
ککسره حیا (رواہ الامام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ باسناد حسن عن ام المو
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) "مردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا پہنچانا
ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا"

۲۔ یہ حدیث مسند الفردوس میں ان لفظوں سے ہے سید عالم ﷺ فرما
ہیں **المیت یوذ یه فی قبره ما یوذ یه فی بیته** مردے کو قبر میں بھی
بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں اسے ایذا ہوتی ہے علامہ مناوی شر
میں فرماتے ہیں **افاد ان حرمة المومن بعد موته باقیة** اس حدیث شر

معلوم ہوا کہ مسلمان کی حرمت بعد موت کے بھی ویسے ہی باقی ہے۔
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **اذی المومن فی موته کاذاه فی حیاته** مسلمان مردہ کو ایذا دینا ایسا ہے جیسے زندہ کو (رواہ ابوبکر بن شیبہ) علماء فرماتے ہیں **المیت یتاذی بمایتاذی به الحی** جس بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مردے بھی اس سے تکلیف پاتے ہیں (رد المختار وغیرہ) اور حضرت علامہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں امام علامہ ابو عمر یوسف بن عبدالبر سے نقل فرماتے ہیں ازینجا مستفاد میگردد، کہ میت متالم میگردد بتمام آنچہ متلذ ے شود بداں زندہ "اس سے معلوم ہوا کہ جیسے زندہ کو درد یا لذت حاصل ہوتی ہے ایسے مردے کو"

انتباہ.....!

یہاں تک کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اس میں آدمیوں کو چلنا حرام ہے **الشامیة عن الطحطاویة اخر کتاب الطهارة** اور فرماتے ہیں کہ **نقور علی ان المرور فی سکته حاب ثة فیها حرام** مقبرے کی گھاس (سبزہ) کاٹنا مکروہ ہے کہ جب تک وہ (گھاس سبز) تر رہتی ہے اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہے اس (سبز گھاس) سے اموات کا دل بہلتا ہے اس طرح ان پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ ہاں خشک گھاس کاٹ لینا جائز ہے مگر وہاں سے تراش کر جانوروں کے پاس لے جائیں اور یہ ممنوع ہے کہ انہیں گورستان میں چرنے چھوڑ دیں رد المختار میں ہے کہ **ویکره ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة د ون الیابس کما فی البحر**

والد رر و شرح المنية وعد للہ فی الامد ابد بانہ ملوام رطبا یسبح الله
تعالی فیونس المیت و تنزل بزکرہ الرحمتہ و نحوہ فی الخانیۃ انتہی
و فی العالمگیریۃ عن البحر الرائق او کان فیہا حشیش یحش و یرسل
الی الدواب ولا ترسل الدواب فیہا

۲۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مقابر میں جوتا پہنے چلتے دیکھا ارشاد فرمایا ہائے کم بختی تیری اے طائفی جوتے والے پھینک اپنی جوتی (اخرج الائمۃ ابوداؤد النسائی والطحاوی وغیرھم عن بشیر بن الخصاصیۃ) حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رای راجلا یمشی بین القبور فی نعلین فقال ویحک یا صاحب السبتیتی الق سبتیتیک السبتہ بکسر المھملۃ و سکون الموحدۃ ھی الق لاشعر فیھا قال القاضی عیاض کانمن علبۃ العرب لیس النعال بشعرھا غیر مد بوغۃ وکانت المد بوغۃ تعمل بالطائف وغیرہ (السبتہ وہ جوتا جس میں بال نہ ہوں عرب کی عادت تھی غیرمدبوح بالوں والے جوتے پہنتے تھے ہاں بدلوغہ طائف میں مستعمل ہوتے۔

فائدہ

فاضل محقق حسن شرنبلالی اور ان کے استاذ علامہ محمد بن احمد حموی فرماتے ہیں چلنے میں جو آواز کفش پا سے پیدا ہوتی ہے اموات کو رنج دیتی ہے حیث قال فی مراقی الفلاہ اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد

...ی الحنفی رحمتہ اللہ تعالی بانهم یتاذون یحقق النعال مردے
...کی آواز سے ایذا پاتے ہیں۔

...ی کریم ﷺ فرماتے ہیں لان یلس احدکم علی جمرة فتحرق
...ہ فتخلص الی جلده خیرله من ان تجلس علی قبر (رواہ مسلم و
...ور والنسائی و ابن ماجہ عن سیدنا ابی ہریرہ) "بے شک آدمی کو آگ کی
...ر بیٹھا رہنا یہاں تک کہ وہ اس کے کپڑے جلا کر جلد تک توڑ جائے
...لیے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔

حضرت عمارہ بن حزم ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے ایک قبر پر
...یکھا ارشاد فرمایا "او ر قبر پر بیٹھنے والے! قبر سے اتر آ"۔ صاحب قبر کو
...دے نہ وہ تجھے ایذا پہنچائے" حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

...رانی رسول اللہ تعالی علیہ وسلم جالسا علی قبر فقال یا صاحب
...ر انزل من علی القبر لا تونی صاحب القبر ولا یوذ یک و لفظ
...ام الحنفی فلا یونیک (اخرج الطحاوی فی معانی الاثار والطبرانی فی المعجم
...سند حسن والحاکم و ابن منده عن عمارہ بن حزم ؓ)

اور امام احمد رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے اپنی مسند میں یوں روایت کیا
...ن حزم کو نبی کرم ﷺ نے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا توذ
...ب قبر صاحب قبر کو ایذا نہ دے (المشکوٰۃ)

فائدہ

شیخ محقق رحمتہ اللہ تعالی شرح میں فرماتے ہیں کہ شاید (یہ مراد ہے کہ

اس کی روح ناخوش ہوتی ہے کہ اس کی قبر کی ہو اور اس کی حقار
جائے) کہ مراد آنست کہ روح دے ناخوش میدارو دراصل نیست
کردن بر قبروئے جہت ضمن دے اہانت و استخفاف رابوے۔

فائدہ

اس توجیہ پر امام علامہ محدث عارف باللہ حکیم الامتہ سید محمد
ترمذی قدس سرہ نے جزم فرمایا تصریح فرماتے ہیں کہ ارواح کو خان
حرمتی و تنقیص شان معلوم ہو جاتی ہے لہٰذا ایذا پاتے ہیں چنانچہ فرمایا
عباغنی فی الحد یقة عن نوادر الاصول معناه ان الارواح تعلم ب
اقامة الحرمة والا ستهانة فتنتانى بنلك

۷۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں **لان امشی علی جمرة او سی**
اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر "البتہ چ
یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی
چلوں (رواہ ابن ماجہ عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ واسنادہ جید کما افاد المنذری)

۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **لان اطاء علی جمرة احب**
من ان اطاء علی قبر مسلم بے شک مجھے آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پیار
مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ **(رواه الطبرانی فی الکبیر باسناد ح**
قاله الامام عبدالعظیم)

۹۔ انہی سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا **کما ا**
اذ ی المومن فی حیاته فانی اکره اذ اه بعد موته میں جس طرح م

ایذا اس کی زندگی میں مکروہ جانتا ہوں یوں ہی بعد موت کے اس کی ایذا کو
ناپسند رکھتا ہوں (اخرجہ سعید بن منصور فی سنہ کما فی شرح الصدور)

مسائل فقہیہ

انہی روایات سے فقہاء کرام نے مسائل اخذ فرمائے ہیں۔

۱۔ محقق علی الاطلاق حضرت ابن الہام رحمتہ اللہ فتح القدیر شرح ہدای
میں لکھا کہ **میتا کرحرمتہ حیا الاتفاق علی ان حرمة المسلم** مردے
مسلمان کی عزت زندہ کی طرح ہے۔

فائدہ

بفضلہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو عزت و احترام منجانب اللہ نصیب ہے اسی لـ
ان کی تعظیم تا قیامت ہوتی رہے گی۔

۲۔ انہی احادیث سے ہمارے علماء رحمتہ تعالیٰ علیہم نے بے ضرورت قب
پر چلنے اور اس پر بیٹھنے اور پاؤں رکھنے سے منع فرمایا کہ یہ سب حرمت موم
کے خلاف ترک ادب و گستاخی ہے چنانچہ **النوار رب التحفة والبد ائ**
والمحیظ وغیرها ان ابا حنیفة کره وطاء القبرو والقعوب والنوم ا
قضاء لحاجة علیه کذ انقل العلامة این امیر الحاج فی الحلیل
ولکراهة عند الاطلاق کراهة تحریم سیدنا ابو حنیفہ یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ ق
کو روندنا اس پر بیٹھنا اس پر نیند کرنا اور اس پر قضاء حاجت پھرنا مکروہ سمج
تھے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں فقہ میں کراہتہ مطلق ہو وہاں مکر
تحریمی مراد ہوتا ہے۔

فائدہ

ہے ضرورت اس کی قید اس لئے ہے کہ کبھی ضرورت سے ایسا کرنا پڑتا
ہے مثلا قبرستان میں میت کے لئے قبر کھودنے یا دفن کرنے جانا چاہتے ہیں بیچ
میں قبریں حائل ہیں اس حاجت کیلئے اجازت ہے پھر بھی جہاں تک بن پڑے
بچتے ہوئے جائیں اور ننگے پاؤں ہوں ان اموات کے دعا و استغفار کرتے
جائیں **حاشیة العلامة الطحطاوی علی مراقی الفلاح عن شرح المشکواۃ الوطالحاجة کد فن المیت لا یکرہ ابہ و عن السرخی فان لم یکن لہ طریق الاعلی القبر جازلہ المشی علیہ للعزۃ۔**
یعنی قبور سے عبور نہ کرنا جیسے دفن میت کیلئے تو مکروہ نہیں یہ اس وقت
ہے جب قبر کے سوا اور کوئی راستہ نہ ہوتا ضرورت سے اس پر چلنا جائز ہے ان
کے علاوہ اور حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ علامہ اسماعیل نابلسی حاشیہ درر و غرر میں فرماتے ہیں **لا باس بزیارۃ والدعاء للاموات ان کانو مومنین من وطاء القبور (بدائع الملتقط) علی سیفتہ المفعول ای امنین** (اب معنی یہ ہوا کہ قبور کی زیارت اور اموات
کیلئے دعا جائز ہے بشرطیکہ قبور کو روندنا نہ پڑے) ۲۔ طریقہ محمدیہ میں
ہے **من آفات الرجل المشی علی المقابر** انسان کی سب سے بڑی آفات
ہے کہ وہ قبور کو روندے۔

۳۔ محقق علی الاطلاق ان لوگوں پر اعتراض فرماتے ہیں جن کے اعزاء و
اقرباء کے گرد مخلوق دفن ہے وہ ان قبروں کو روندتے ہوئے اپنے عزیزوں کی
قبور تک جاتے ہیں اور انہیں چاہئے کنارہ گورستان سے زیارت اور دعا
کرلیں۔ اور ان کی قبروں کے قریب نہ جائیں۔

۴۔ فتح القدیر میں ہے کہ یکوہ الجلوس علی القبر وطوہ وجہ ف
یصعنہ من بہ فنت حول اقاربہ خلق من وطاتلک القبور الی ان یصل ا
قبر قریبہ مکروہ۔

حکایات

محدث حافظ الحدیث ابوبکر بن ابی الدنیا حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے راوی
اقبلت من الشام الی البصرۃ فنزلت الخندق فتطہرت و صلیت رکعتی
باللیل ثم اضعت راسی علی قبر فنمت ثم وانتبہت فانا بصاحب القب
یشتکی ویقول لقد آنیتنی منذ اللیلۃ الخ!

یعنی میں ملک شام سے بصرہ کو آتا تھا رات کو خندق میں اترا وضو کیا او
دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو رہا جب جاگا تو ناگاہ سنا ک
صاحب قبر شکایت کرتا اور فرماتا ہے کہ تونے رات بھر مجھے ایذا پہنچائی (ابن
ابی الدنیا)

حکایت

حضرت ابو عثمان نہدی وہ ابن میتا تابعی سے راوی ہیں فرمایا میں مقبرے
میں گیا دو رکعت پڑھ کر لیٹ رہا خدا کی قسم! میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا
صاحب قبر کہتا ہے قم فقد آنیتنی اٹھ کہ تونے مجھے ایذا دی۔ امام حافظ ابو
مندہ قاسم بن مخیمرہ سے راوی کسی شخص نے ایک قبر پر پاؤں رکھا قبر سے
آواز آئی الیک عنی ولا تونذنی اپنی طرف ہٹ (دور ہو) اے شخص میرے
پاس سے اور مجھے ایذا نہ دے (ذکرھما العلامۃ السیوطی فی شرح الصدور)

حکایت

امام اہل سنت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری رحمتہ اللہ علیہ سے سنا کہ ہمارے بلاد میں مارہرہ مطہرہ کے قریب ایک جنگل میں گنج شہیداں ہے کوئی شخص اپنی بھینس لئے جاتا تھا ایک جگہ زمین نرم تھی ناگاہ بھینس کا پاؤں جارہا معلوم ہوا یہاں قبر ہے قبر سے آواز آئی اے شخص تو نے مجھے تکلیف دی تیری بھینس کا پاؤں میرے سینے پر پڑا (ابلاک الوہابین صفحہ ۲۶)

خلاصہ عبارت

بحمد للہ مسئلہ مثل آفتاب روشن ہوگیا جب حضور اقدس ﷺ نے قبر پر بیٹھنے اور اس سے تکیہ لگانے اور مقابر میں جوتا پہن کر چلنے والوں کو منع فرمایا اور علماء نے اس خیال سے کہ قبور پر پاؤں نہ پڑے گورستان میں جو راستہ جدید نکالا گیا ہو اس میں چلنے کو حرام بتایا اور حکم دیا کہ قبروں پر پاؤں نہ رکھیں بلکہ اس کے پاس نہ سوئیں سنت یہ ہے کہ زیارت میں بھی وہاں نہ بیٹھیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ بلحاظ ادب پاس بھی نہ جائیں دور ہی سے زیارت کر آئیں اور قبرستان کی خشک گھاس اگرچہ جانوروں کو کھلانا جائز ہے مگر یوں کہ یہاں سے کاٹ کر لے جائیں نہ کہ جانوروں کو مقابر میں چرائیں اور تصریح فرمائی کہ مسلمان کی عزت مردہ زندہ برابر ہے۔ اور جس بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مردے بھی اس سے تکلیف پاتے ہیں اور انہیں تکلیف دینا حرام تو خود ظاہر ہوا کہ یہ کس قدر بے ادبی و گستاخی و باعث گناہ و

استحقاق عذاب ہے جب مکان سکونت بنایا گیا تو چلنا' پھرنا' بیٹھنا' لیٹنا' قبروں کو
پاؤں سے روندنا' ان پر پاخانہ پیشاب' جماع سب ہی کچھ ہوگا اور کوئی
بے حیائی اور اموات المسلمین کی ایذا رسانی کا باقی نہ رہے گا۔

سُنّی مبارک باد

علماء فرماتے ہیں کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوتے ہیں ان میں ایک
اللہ ضرور ہوتا ہے (کما صرح بہ العلامتہ المناوی رحمتہ اللہ علیہ فی التیسیر
الجامع الصغیر) اور ظاہر ہے کہ مقابر مسلمین میں صدہا مسلمانوں کی قبریں
ہیں بلکہ خدا جانے ایک ایک قبر میں کس کس قدر دفن ہیں تو بالضرورت
میں بندگان مقبول بھی ضرور ہوں گے۔ بلکہ اس امر کی اموات میں زیادہ
ہے کہ بہت بندے خدا کے جو زندگی میں آلودہ گناہ تھے بعد موت' پاک
طیب ہو گئے نبی ﷺ فرماتے ہیں الموت کفارۃ لکل مسلم "موت کفارہ
ہے ہر سنی مسلمان کیلئے" (اخرجہ ابو نعیم البیہقی فی شعب الایم
عن انس رضی قال السیوطی صحہ ابن العربی)

فائدہ

ہم نے مسلمان کے ساتھ سُنی کی قید اس لئے لگائی ہے کہ مسلم
درحقیقت ہے بھی سنی کیونکہ دوسرے فرقے مرتد ہو چکے ہیں خواہ وہ خو
ہزار بار مسلمان کہیں تو وہ ہرگز مسلمان نہیں کیونکہ مرتد مسلمان کیسا؟
اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ محاورہ قرآن و حدیث
مومن و مسلم خاص اہل سنت کو کہتے ہیں کہ زمانہ نزول قرآن عظیم و ار

احادیث کریمہ میں صرف اہل حق اہل سنت اہل جماعت ہی تھے۔ اس زمانہ برکت نشان میں کسی بدمذہب و مبتدع (بدعتی) کا ہونا محال تھا کہ بدمذہبی شبہ و تاویل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور اقدس ﷺ دنیا میں جلوہ فرماتے تھے۔ اگر شبہ گزرتا حضور کشف فرماتے شبہ والا مانتا تو سنی ہوتا' نہ مانتا تو کافر ہو جاتا یہ بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی۔ ولہٰذا آیہ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین سے جب علماء نے حجیت اجماع پر استدلال کیا تصریح فرمادی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد امت اجابت ہیں۔ مبتدعین امت اجابت نہیں امت دعوت ہیں دیکھو توضیح و تلویح بحث اجماع وغیرہ یہ فائدہ نفیسہ یاد رکھنے کا ہے کہ **انما المومنون اخوۃ** وغیرہا آیات و احادیث میں مومنین سے اہل سنت ہی مراد ہیں انہیں کے باہم اتفاق اتحاد کا حکم ہے صلحکلیوں (یہ لفظ فقیر اویسی غفرلہ کا اضافہ ہے ورنہ اصل میں ندوہ لکھا تھا اب ندوہ کی مسند پر صلحکلی براجمان ہے۔) کی تعمیم اور تمام گمراہوں' بدمذہبوں سے اتحاد و واد کی تعلیم سب بے دینوں کی تکریم و تعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بددینی و ضلالت ہے (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

انبیاء عظام اولیاء کرام

گزشتہ اوراق عوام کے متعلق تھے اب انبیاء و اولیاء (علیہ السلام) کی قبور (برزخی) زندگی ملاحظہ ہو اہل سنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ انبیاء عظام واولیاء کرام ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہ السلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھاوے اسی طرح شہداء و اولیاء علیہم

الرحمتہ الثناء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح سلامت رہتے ہیں وہ حضرا
روزی و رزق دیئے جاتے ہیں۔

ا۔ حضرت علامہ سبکی علیہ الرحمتہ شفاء السقام میں لکھتے ہیں وحیاۃ
**الشہداء اکمل و اعلی فھذا النوع من الحیاۃ والرزق لا یحصل لمن لیس
فی رتبتھم واما حیاۃ الانبیاء اعلی واکمل اتم من الجمیع لانہا الروح
والجسد علی الد وام علی ماکان فی الدنیا**

شہداء کی حیات مکمل تر اور اعلیٰ ہوتی ہے ان جیسی حیات اور رزق
اسے نصیب نہیں ملتا جو ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا اور انبیاء کی حیات ان سے
بھی مکمل اور اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ ان کی ارواح دنیا کی طرح دائمی طور اجسام
میں ہوتی ہیں۔

۲۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتیٰ میں لکھتے ہیں "اولیاء اللہ
گفتہ اند ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشاں کار اجساد مے کنند و گاہے اجساد از
غایت لطافت برنگ ارواح مے برآید میگویند کہ رسول خدا راسایہ نبود ﷺ
ارواح ایشاں از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند' میروند و بسبب ایں
ہمیں حیات اجساد آنہا در قبر خاک نمے خورد بلکہ کفن ہم مے ماند ابن ابی
الدنیا از مالک روایت نمود ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند سیر کنند مراد از
مومنین کاملین اند حق تعالی اجساد ایشاں را قوت ارواح میدہد کہ در قبور نماز
میخوانند (اوکنند) و ذکرے کنند قرآن مے خوانند۔

ترجمہ! "اولیاء اللہ نے کہا کہ ہماری روحیں اجسام ہیں یعنی ان کی
روحیں اجسام والے کام کرتی ہیں اور کبھی اجسام ارواح کی طرح نہایت

لطیف ہو جاتے ہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا ان کی روحیں زمین و آسمان اور بہشت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں اسی لئے ان کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی بلکہ کفن بھی محفوظ رہتا ہے ابن ابی الدنیا مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اہل ایمان کی روحیں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں لیکن یہاں اہل ایمان کامل مومنین مراد ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو اجسام سے قوت بخشتا ہے کہ وہ قبور میں نماز پڑھتے ہیں اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ "اولیائے خدا تعالیٰ نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقاء زندہ اند نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوش حال اند و مردم را ازاں شعور نیست الخ)

ترجمہ! اولیاء اللہ اس دار فانی سے دار البقاء کو منتقل ہوتے ہیں اور وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اور وہ خوشحال ہیں لوگوں کو اس کا شعور نہیں

۴۔ علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں **لافرق لهم فی الحالین والناقیل اولیاء الله لا یموتون ولکن ینقلبون من دار الی دار الخ!**

ترجمہ! "اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں (حیات و ممات) میں اصلاً" فرق نہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے میں تشریف لے جاتے ہیں۔

۵۔ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے شرح الصدور میں اولیاء کرام علیہم الرضوان کی حیات بعد ممات کے متعلق چند حکایات مستندہ لکھی

ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حکایات

امام عارف باللہ استاد ابوالقاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں ب
خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابو سعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے راوی
میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا جب میں نے ا
کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا۔ **یا ابا سعید اما علمت**
الاحباء و ان ماتوا انما ینقلبون من د ار الی د ار "اے ابو سعید کیا
نہیں جانتے کہ اللہ تعالٰی کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں وہ تو یہی ایک
گھر سے دوسرے گھر میں بدلائے جاتے ہیں۔

۲۔ وہی عالی جناب حضرت سیدی ابو علی قدس سرہ سے راوی ہے
نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ ا
تعالٰی ان کی غربت پر رحم کرے فقیر نے آنکھیں کھولدیں اور مجھ سے فرمایا
ابا علی قد تد للنی بین ید ی من ید للنی اے ابو علی! تم مجھے اس
سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے میں نے عرض کی اے سردا
میرے کیا موت کے بعد زندگی ہے فرمایا **بلی انا حی وکل محب لا نصرنک**
بجاھی غدا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے بے شک وہ وجاہت
عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

۳۔ وہی جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے راو
میرا ایک مرید جوان فوت ہوگیا مجھ کو سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا گھبراہٹ

ں بائیں طرف سے ابتدا کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری
طرف کی میں نے کہا جان پدر تو سچا ہے مجھ ہی سے غلطی ہوئی۔

۴۔ وہی امام حضرت ابو یعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہ سے راوی ہیں "میں نے ایک مرید کو نہلانے کیلئے تختہ پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا جان پدر! میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

۵۔ جناب ممدوح انہیں عارف موصوف سے راوی ہیں کہ "مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا پیرو مرشد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا حضرت ایک اشرفی لیں آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں جب دوسرا دن ہو اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی میں نے قبر میں اتارا آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی کہا **انا حی و کل محب اللہ حی** میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔ مزید تفصیل و حکایات فقیر کی کتاب "حیات اہل اموات" میں ہے۔

نامناسب افعال کرنے سے اموات مسلمین کو ایذا ہوتی ہے

بعض عامہ مومنین اور بقیہ اموات کے ابدان گو سلامت نہ رہتے ہوں تاہم ان کی قبور پر بیٹھنے بلکہ ان پر تکیہ لگانے اور قبرستان میں جوتوں کی آواز کرنے سے ان کو ایذا ہوتی ہے احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت بلا ریب ہے۔

احادیث

1- حاکم وطبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا **یاصاحب القبر انزل من القبر لا توذی صاحب القبر ولا یوذیک** اور قبر والے! قبر سے اتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

2- سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا **کما اکرہ اذی المومن فی حیاته فانی اکرہ اذاہ بعد موته** مجھ کو جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے یوں ہی مردہ کی۔

3- امام احمد بسند حسن انہیں حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے راوی سید عالم ﷺ نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا **لاتوذ صاحب هذا القبر** اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔ یا فرمایا **لا توذہ** اسے تکلیف نہ پہنچا۔ اس ایذا کو بھی تابعین عظام اور دوسرے علماء کرام نے جو صاحب بصیرت تھے [illegible] ہے۔

حکایت

ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری سے راوی ہیں "میں ملک شام سے بصرہ کو

جاتا تھا رات کو خندق میں اترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر
رکھ کر سو گیا جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا
ہے لقد انایتنی منذ اللیلۃ اے شخص تو نے مجھ کو رات بھر ایذا دی"۔

حکایت

امام بیہقی دلائل النبوۃ میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نہدی سے وہ ابن مینا تابعی سے راوی ہیں "میں مقبرہ میں گیا دو رکعت پڑھ کر لیٹ گیا خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے: قم فقد انیتنی اٹھ کہ تو نے مجھ کو اذیت دی۔

حکایت

حافظ ابن مندہ امام قاسم بن مخیمرہ رحمتہ اللہ تعالیٰ سے راوی ہیں "اگر میں تپائی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھ کو زیادہ پسند ہے اس سے کہ کسی قبر پر پاؤں رکھوں پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا جاگتے میں سنا الیک عنی یا رجل ولا تونٹی اے شخص الگ ہٹ جا مجھے ایذا نہ دے۔

عبارت فقہاء

ا۔ شرنبلالی مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ بانھم یتانون بخفق النعال مجھ کو میرے استاذ علامہ محمد بن احمد حنفی نے خبر دی کہ جوتے کی پہچل

سے مردے کو ایذا ہوتی ہے۔ اسی لئے ہمارے فقہائے کرام احناف علیہ الرحمۃ سے فرماتے ہیں کہ قبر پر رہنے کا مکان بنانا' یا قبر پر بیٹھنا یا سونا یا اس یا اس کے نزدیک بول و براز کرنا یہ سب امور اشد مکروہ و قریب بحرام ہیں۔

۱۔ فتاوی عالمگیری میں ہے **ویکرہ ان یبنی علی القبر و ینام او یطاء علیہ او یقضی حاجۃ الانسان من بول او غائط الخ !**

۲۔ علامہ شامی اس کی دلیل میں حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں **لان المیت بتاذ ی بما بتاذ ی بہ الحی** یعنی اس لئے کہ جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں۔

۴۔ دیلمی نے ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح روایت کی کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا **المیت یونیہ فی قبرہ ما یونیہ فی بیتہ** میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے قبر میں بھی اس سے اذیت پاتا ہے۔

۵۔ ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی **اذی المومن فی موتہ کاناہ فی حیوتہ** مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے جیسے زندگی میں اسے تکلیف پہنچائی اور اظہر من الشمس ہے کہ قبور کو کھود کران پر رہنے کا مکان بنایا تو اس میں یہ سب امور موجود ہیں جس سے یقیناً" اہل قبور کی توہین ہوتی ہے اور ان کو ایذا دینا ہے جو ہرگز ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے۔

سوال

شرح کنز میں علامہ زیلعی لکھتے ہیں ولو بلی المیت وصار ترابا جاز
دفن غیرہ فی قبرہ وذرعہ والبناء علیہ

جواب ۱

یہ قول علامہ زیلعی کا احادیث مذکورہ اور روایات مسطورہ کے معارض
ہے لہٰذا قابل قبول نہیں ہے۔

جواب ۲

علامہ شرنبلالی نے امداد الفتاح میں علامہ زیلعی کے اس قول کو رد
کردیا ہے دوسری روایات معارضہ سے پس قابل تعمیل نہیں قال فی
الامداد ویخالفہ ما فی التتار خانیہ اذا صار المیت ترابا فی القبر
یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ الخ! ترجمہ "یعنی جب قبر میں
میت گل کر مٹی ہو جائے تب بھی اس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا مکروہ ہے کہ
اس کی تعظیم اور حرمت کے خلاف ہے کہ اس میت کی تعظیم اور حرمت اب
بھی باقی ہے" اور مزید ہے اس کی وہ جو علامہ نابلسی علیہ الرحمتہ کی حدیقہ
ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے کہ معناہ ان الارواح تعلم بترک اقامۃ
الحرمۃ والاستہانۃ فتاذی بذلک یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو
ایذا ہوتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ روحیں جان لیتی ہیں کہ اس نے ہماری
تعظیم میں قصور کیا لہٰذا ایذا پاتی ہیں اور علامہ عبدالحق محدث شیخ اللہ علیہ

رحمتہ شرح مشکواۃ میں لکھتے ہیں کہ "شاید کہ مراد آنست کہ روح دے اوش میدارد وراضی نیست بہ تکیہ کردن بر قبر دے از جہت ضمن اہانت استخفاف را بوے" ترجمہ! "جب قبر پر تکیہ لگانے سے اہل قبور کی اہانت اور ان کی توہین اور ان کی ترک تعظیم ہوتی ہے تو اس پر کھیتی کرنے سے اور اس پر مکان بنانے سے تو بطریق اولیٰ ان کی توہین ہوگی۔

جواب ۳

تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میت بالکل مٹی ہو گئی ہے اور اس کی ہڈی بھی باقی نہیں رہی اس واسطے کہ ابھی تک قبر کھودی نہیں گئی ہے اور نہ میت کے مٹی ہونے کا قرآن اور حدیث میں کوئی وقت مقرر ہوا ہے۔ کہ اتنی مدت کے بعد میت کی ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں بلکہ تجربہ سے بارہا مشاہدہ ہوا ہے کہ کسی بہت پرانی قبر بستی کے اطراف میں کوئی جگہ سے کھودی جائے تو اس میں قبور نکلے جن میں ہڈیاں (بلکہ بعض کے ابدان) اب تک صحیح و سلامت تھیں کتبوں سے تین تین چار چار صدیوں کی قبور معلوم ہوتی تھیں تو بلا دلیل بلا ضرورت شرعی کے کسی ممنوع امر کا کسی مبہم روایت کی بنا پر مرتکب ہونا جائز نہیں۔

اولیاء کرام کے اجساد طاہرہ

اجساد طاہرہ اولیاء کرام کا اپنی قبور میں صحیح و سالم موجود ہونا بارہا کا مشاہدہ ہے یہاں تک کہ خود نجدیوں وہابیوں نے مشاہدہ کیا۔ کراچی ۲۰ فروری' (ج ک) یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ میں مسجد نبوی

کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے
والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسم مبارک جن کو دفن کئے تقریباً
چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد
ہوا ہے علاوہ ازیں صحابی رسول مقبول ﷺ حضرت مالک بن سنان کے علاوہ
دیگر چھ (6) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجساد مبارک بھی اصلی
حالت میں پائے گئے جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ
دفنا دیا گیا ہے جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کا کہنا ہے
کہ مذکورہ صحابہ کے جسم نہایت ہی تروتازہ اصلی حالت میں تھے۔ (روزنامہ
نوائے وقت لاہور (پاکستان) ۲۱ جنوری ۱۹۷۹ء)

انتباہ......!

ایسے قوی مشاہدہ کے باوجود نجدی وہابی کی تاحال آنکھ نہیں کھلی بلکہ سچ
پوچھو تو اس واقعہ کے بعد پہلے سے بھی اندھے ہوگئے ہیں حجاز اقدس جانے
والے نجدیوں کے حالات بیگانگی سے بے خبر نہیں اور یہ کہنا کہ انہیں یعنی
حضرت عبداللہ اور سات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جنت البقیع میں
نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفنا دیا گیا ہے" یہ بھی محض ڈھونگ ہے کیونکہ
بقیع میں پہلے سے قابل قدر شخصیات کی عزت و احترام کا حال زبوں ہے اور
اب کے جانے والوں کو وہ کیا جانیں یقین نہ آئے تو بقیع جا کر آنکھوں سے
خود دیکھ لیں اور پھر ہمیں آگاہ فرمائیں کہ یہ محترم و مکرم شخصیات کہاں ہیں۔
اس سے معلوم ہوا کہ محبوبان خدا یعنی اولیاء کرام کے اجسام مبارکہ

قبور میں صحیح سالم ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے والد گرامی رضی اللہ عنہ کے ایمان میں شک کرنے والوں کا شک بھی مٹ جانا چاہئے کہ (معاذ اللہ) اگر وہ کافر ہوتے تو انہیں مٹی کھا جاتی لیکن ان کا جسم اطہر چودہ سو سال کے بعد صحیح سالم موجود ہونا بتاتا ہے کہ آپ نہ صرف مومن بلکہ اللہ کے ولی تھے مزید تحقیق فقیر کی کتاب "ابوین مصطفیٰ" میں پڑھیے۔

اس قسم کے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ بے شمار واقعات مشاہدہ میں آئے اور انشاء اللہ تاقیامت مشاہدہ میں آتے رہیں گے لیکن نہ ماننے والوں کا بھی کیا کمال ہے کہ مشاہدہ کے باوجود انکار ہی انکار۔

ابوالحسین کا واقعہ

۱۔ حضرت عبدالرحمان جامی کی کتاب نفحات الانس میں ہے کہ ابوالحسین بن سمعون رحمتہ اللہ علیہ کا ۳۸۶ تین سو چھیاسی میں انتقال ہوا اور وہ بغداد میں اپنے گھر دفن کیے گئے تیس سال کے بعد جب ان کو قبر سے نکال کر عام قبروں میں دفن کیا گیا تو ان کا کفن ویسے ہی تازہ تھا۔

۲۔ خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی کہ امام عارف و عالم ربانی اور صاحب مقامات ہے ۵۳۵ کو مرو کو جاتے ہوئے راہ میں فوت ہو گئے اور اس وقت وہاں ہی دفن کیے گئے پھر عرصہ کے بعد وہاں سے نکال کر مرو میں لائے گئے چنانچہ مرو میں ان کی قبر مشہور ہے اور لوگ اب اس کی زیارت کرتے ہیں۔

۳۔ شیخ مجدالدین بغدادی قدس سرہ ۷۰۷ ہجری میں شہید ہوئے اور جہاں شہید ہوئے وہاں ہی دفن کیے گئے چونکہ آپ کی خاتون نیشاپور سے تھی

وہ کچھ عرصہ کے بعد آکر' ان کو نیشاپور میں لے گئی پھر ۸۳۳ میں وہاں سے اسفرائن میں لے جاکر مدفون کئے گئے۔

باب ۲

جملہ عالم اسلام کا یہی مذہب تھا اور ہے صرف محمد بن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ کی تقلید میں ہے قبور اور اہل قبور کا دشمن ہے کہ توہین و اہانت مزارات و قبور انبیاء و اولیاء علی نبینا علیہ السلام کا منہدم و نابود تا بمقدور کرنا اس کا شعار ہی یہاں تک کہ بدبخت شیخ نجدی نے روضہ اقدس کو گرانے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ علمہ احمد بن علی بصری کتاب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالرب میں فرماتے ہیں **منھا انہ صح انہ یقول لو اقدر علی حجرہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لھد منھا** یعنی "میں اگر قدرت پاؤں تو روضہ رسول ﷺ کو توڑ دوں۔" اور اب بھی اس کے چیلے وہابی دیوبندی یہی عزم رکھتے ہیں چند حوالے ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

ہاں شیخ نجدی نے شہدا و صحابہ کرام کے مزار توڑے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

ا۔ علامہ بصری مذکور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں **اقول تھدیم قبور شھداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورھم ضلالۃ ای ضلالۃ انتھی مختصر** یعنی نجدی کا شہداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کو ان پر بنا کے باعث توڑ ڈالنا بڑی ضلالت اور گمراہی اس نجدی کی ہے اور بھی علامہ

اور تیسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

قال بعضهم ولوكان المبنى عليه مشهوراً بالعلم والصلاح او كان صحابياً وكان المبنى عليه قبة و كان البناء على قدر قبره فقط فينبغى ان لا يهدم لحرمة بنشه وان اندرس انا علمت هنا فهنا البناء على قبور هولا الشهداء من الصحابة رضى الله تعالى عنهم لا يخلو ما ان يكون واجبا او جائز بغير كراهة و على كل فلا يقدم على الهدم الا رجل مبتدع ضال لاستلزامه انتهاک حرمة اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الواجب على كل مسلم محبتهم و من محبتهم وجوب توقيرهم واى توقيرهم عند من هدم قبورهم حتى بدت ابدانهم واكفانهم كما نكر بعض علماء نجد فى سوال ارسله الى انتهى مختصرا

"یعنی نجدی نے جو شہداء اصحاب کرام کے قبور کو توڑ ڈالا ہے جس سے ان کے ابدان اور کفن ظاہر ہو گئے تو اس سے وہ بہت بڑا بدعتی گمراہ ہو گیا کہ اس سے ان کی اہانت ہو گئی ہے۔

فائدہ

ان ملاعنہ کا انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے قبور کے جو توڑنا اور منہدم کرنا شعار (طریقہ) ہو گیا ہے تو باعث اس کا یہ ہے کہ۔

وہابیہ کے نزدیک انبیاء و اولیاء مر کر مٹی ہو گئے ہیں (معاذ اللہ)

ان بدبختوں کے نزدیک ظاہری موت کے بعد یہ بالکل بے حس و بے

شعور ہو جاتے ہیں اور مر کر معاذ اللہ (پناہ بخدا) مٹی میں مل جاتے ہیں
اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں حضور اقدس
عالم ﷺ کے شان اعلیٰ و ارفع میں بکتا ہے کہ (میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں
ملنے والا ہوں (معاذ اللہ)

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے؟

نجدی نے جب قبور شہدا ڈھائے تو شہید اور صحابہ کرام کو دیکھا گیا کہ
ان کے اجسام متبرکہ ویسے موجود تھے گویا انہیں ابھی دفن کیا گیا حالانکہ نجدی
کے اس فعل شنیع سے پہلے انہیں بارہ سو سال گزرے۔ لیکن بد بخت کا عقیدہ
یہ ہے کہ حضور ﷺ مٹی میں مٹی ہو گئے (معاذ اللہ)

اسی لئے آج تک اس کوشش میں ہیں کہ روضہ اقدس کو گرا دیا جائے
یہی وجہ ہے کہ کسی نہ کسی وقت اس کے متعلق اس کا اظہار کر بھی دیتے ہیں
چنانچہ کئی بار یہ پروگرام بنایا لیکن جب عالم اسلام سے لعنت اور پھٹکار اور
مختلف طریق سے دھمکیاں اور قرار دادیں سنتے ہیں تو اپنی حرکت سے باز
آجاتے ہیں اللہ انہیں ان کے گندے عزائم میں کامیاب نہ ہونے دے
(امین)

باب ۷

سوالات

مخالفین نے سرسری طور اعتراضات کھڑے کئے نبی پاک ﷺ نے تو الٹا قبور کو اہمیت بخشی ہے مثلاً" فرمان ہے (۱) قبریں بناؤ (۲) زیارت کرو قبروں کے ساتھ تکیہ نہ لگاؤ (۳) اہل قبور کو ایذا نہ دو (۴) قبور کا ادب کرو(۵) قبور کو سجدہ گاہ نہ بناؤ (۶) قبر پر نہ بیٹھو وغیرہ جس کی اوپر تفصیل گزری ہے اس کے باوجود پھر بھی وہابیوں نے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مطابق مندرجہ ذیل روایات قبہ جات کے انکار میں پیش کی ہیں۔

حدیث ۱

لعن اللہ الیہو د للنصاری اتخذ و اقبور انبیاء ھم مساجد
(بخاری) "اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی جنھوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔

حدیث ۲

عن ابن عباس لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نائرت القبور

والمتخذين عليها المساجد والسرج (ابوداؤد' ترمذی' نسائی) ترجمہ ! "رسول اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجد بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔

حدیث ۳

عن ابی هیاج الاسدی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا يدع صمثة الا ولا طهنته ولامشرفا" الاسويته (مسلم) ترجمہ ! "ابو ہیاج اسدی سے روایت ہے کہ مجھے علی المرتضیٰ نے فرمایا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تو کسی تصویر کو بے مٹائے نہ چھوڑ اور کسی قبر کو بے برابر کئے۔

حدیث ۴

عن جندب قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم يقول الا وان من كان قبلكم كانو ايتخذون قبور انبياء و صالحيهم مساجد الا ولا تتخذ والقبور مساجد الى انهاكم عن ذالک (مسلم) ترجمہ ! "جندب سے مروی ہے کہ کہا میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے خبردار جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء و صالحین کی قبروں کو مسجد بناتے تھے خبردار تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع فرماتا ہوں۔

حدیث ۵

عن عائشة ان حبيبة و ام مسلمة ذ كرتا كنيسة رائتها بالحبشة

فیها تصاویر فنکر تانلک النبی صلی اللہ تعالی عیه وسلم فقال ان اولئک انا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنو اعلی قبرہ مسجدا و صور وافیه تلک الصور اولئک شرار الخلق عن اللہ یوم القیمة (فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۶۱)

ترجمہ! "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصویریں ہیں تو حضور سے یہ ذکر کیا حضور نے فرمایا ان لوگوں کنیسہ حالت تھی کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اس میں تصویریں بناتے وہ اللہ کے نزدیک روز قیامت بد ترین خلق ہیں۔"

حدیث ۶

اللھم لا تجعل قبری و ثنا یعید اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذ قبور انبیاء هم مساجد مالک مرسلا مشکوٰۃ صفحہ ۷۲) ترجمہ ! "الٰہی میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجی جائے اللہ کا غضب اس قوم پر بہت ہے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔"

حدیث ۷

نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیها و ان توطا (ترمذی) ترجمہ ! "حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ قبروں پر گچ کیا جائے اور ان پر کتابت کی جائے اور وہ پامال کی جائیں"۔

اجمالی جوابات

جن روایات و احادیث کو وہابی دیوبندی نے قبہ جات بر مزارات کے عدم جواز پر پیش کیا ہے انہیں قبہ جات سے دور کا واسطہ بھی نہیں چہ جائیکہ انہیں اس موضوع پر استدلال کیا جائے لیکن چونکہ ان لوگوں نجدی کے ریال و ڈالر کا حق ادا کرنا ہے اسی لئے کچھ نہ کچھ کہہ دیا ہے ورنہ حدیث نمبر۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ میں یہود نصاری پر انبیاء و صلحا کی قبروں کو مسجد بنانے کی وجہ سے لعنت فرمائی گئی ہے حدیث نمبر۷ میں قبروں کو پختہ کرنے کی نہی ہے ان میں کس کو انکار ہے اور قبوں کو گرانے کا حکم کہاں ہے اور ان احادیث کو بزرگان دین اور صلحاء و انبیاء کے قبہ ہائے مزار سے کیا تعلق ہے اتنا تو محض ترجمہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ پر انبیاء و صلحا کی قبروں کو مسجد بنالینے پر جو لعنت فرمائی گئی اس کا سبب کیا ہے لیکن انہوں نے سبب کو کیا دیکھنا ہے انہوں نے سجدہ گاہ نہ بناؤ پڑھ کر شور مچا دیا کہ سنی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں فلہذا سنی لعنتی ہیں۔ (معاذ اللہ)۔

دراصل حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اس میں ان کی تصویریں بناتے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز

قیامت بدترین خلق ہیں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ان کا قبور انبیاء پر مسجد بنانا ان قبور یا تصویر کی عبادت کیلئے تھا اور یہ بے شک مستحق لعنت ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں لیکن وہابی نجدی کیا سمجھے۔ ایسے ہی حدیث میں ہے کہ یارب میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجا جائے۔ اللہ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جس نے انبیاء کی قبور کو مساجد بنایا۔ اس حدیث نے بتادیا کہ قبروں کو مسجد بنانے کے یہ معنے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے یا کم از کم انہیں قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھی جائے جیسا کہ ابو مرثد غنوی کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا **لا تجلسو اعلی القبور ولا تقبلوا الیھا** کہ قبروں پر نہ بیٹھو نہ ان کی طرف نماز ادا کرو اس سے بھی خاص قبر کے اوپر نماز بھی ممنوع ہوئی کہ اس میں جلوس علی القبر ہوگا اور رب حق مقبور ہے۔ اسی وجہ سے کہ حضور ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور اس سے اپنی امت کو باز رکھنے پر تنبیہہ فرمایا یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے (معاذ اللہ) کون مومن ہوگا کہ قبر کو معبود بنائے۔ مسلمانوں پر یہ افتراء ہے جیسے ان کی عادت ہے۔

بناء علی القبور کی تحقیق

جن احادیث میں بناء کی ممانعت ہے ان سے بھی یہی بنا مراد ہے یہ حدیث ان کی بہترین شرح ہے۔ خلاصہ یہ کہ احادیث مذکورہ بالا سے قبہ کی حرمت تو کیا ثابت ہوتی جس کا ذکر تک ان میں نہیں ہے اور مسجد کی حرمت بھی ثابت نہیں ہوتی جو قبر کے قریب عبادت الٰہی کیلئے بنا لیگئی ہو ائمہ محدثین

نے بھی ان احادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شیخ العصر اوحد الحفاظ قاضی القضاۃ علامہ ابوالفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں۔ **قال البیضاوی لما کانت الیھود و النصاری یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لشانھم و یجعلونھا قبلۃ یتوجھون فی الصلوٰۃ نحوھا واتخذوھا اوثانا لعنھم و منع المسلمین عن مثل ذلک قال من اتخذ مسجدا فی جوار صالح و قصد التبرک بالقرب منہ لا للتعظیم لہ و التوجہ نحوہ فلا یدخل فی ذلک الوعید** (فتح الباری صفحہ ۲۶۱ ج ۲)

ترجمہ ! "بیضاوی نے کہا جب کہ یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے تھے اور ان قبور کو قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تھے اور انہیں بت بنا کر پوجتے تھے تو اللہ و رسول نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا لیکن جس شخص نے کسی صالح کو مزار کے قریب بقصد تبرک مسجد بنائی اور بہ نیت تعظیم نماز اس کی طرف نہ پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

وجہ التعلیل ان الوعید علی ذلک یتناول من اتخذ قبورھم مساجد تعظیما و مغالاۃ کما صنع اھل الجاھلیہ و جرھم ذلک الی عبادتھم و یتناول من اتخذ امکنۃ قبورھم مساجد بان تنبش و ترمی عظامھم فھذا یختص بالانبیاء و یلحق بھم اتباعھم واما الکفرۃ فانہ لا حرج فی نبش قبورھم اذ لا حرج فی اھانتھم (فتح الباری ج ۲ صفحہ ۲۶۵)

ترجمہ ! "وجہ تعلیل یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کو شامل ہے جنھوں

انبیاء و صالحین کی قبروں کو تعظیماً" مسجد بنایا جیسا کہ اہل جاہلیت کا عمل تھا
ان میں بڑھتے بڑھتے وہ ان کی عبادت الٰہی کرنے لگے اور یہ وعید ان کو بھی
شامل ہے جو صالحین کی قبریں اکھاڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنائیں یہ ممانعت
انبیاء اور ان کی متبعین کے ساتھ خاص ہے کفار کی قبریں کھودنے میں حرج
نہیں کیونکہ ان کی اہانت میں حرج نہیں۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب تبرک کی نیت سے مسجد
بنانا جائز ہے اور حدیث میں اس کی مخالفت نہیں اس سے قبوں کا جواز مستفاد
ہوتا ہے کیونکہ مخالفین کے نزدیک مسجد و قبہ کا ایک حکم ہے چنانچہ انہوں نے
مسجد کے عدم جواز سے قبوں کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے تو ضرور مسجد کا
جواز قبول کے جواز کی دلیل ہوا۔

۔ نیز اس میں ہے **وما یکرہ من الصلوۃ فی القبور یتناول ماأذ
رقعت الصلوۃ علی القبر و الی القبراو بین القبرین و فی نلک حدیث
رواہ مسلم من طرق ابی مرثد الغنوی مرفوعاً" لا تجلسو اعلی القبور
ولا تقبلوالیھا او علیھا۔ قلت و لیس ھو علی شرط البخاری فاشار الیہ
فی الترجمۃ و اورا ب معہ اثر عمر الد ال علی ان النھی عن نلک لا
یقتضی فسا ب الصلواۃ**

قبروں میں نماز کی کراہت جب ہے نماز قبر کے اوپر یا قبر کی طرف یا دو
قبروں کے درمیان واقع ہوا اور اس مسئلہ میں ابو مرث غنوی کی روایت امام

مسلم نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو ان
طرف یا ان کے اوپر نماز نہ پڑھو۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری
کی شرط پر نہیں اس لئے ترجمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا اور اس کے ساتھ
حضرت عمرؓ کے اثر وارد کیا جو دلالت کرتا ہے کہ یہ نہی نماز نماز کے فساد
کی مقتضی نہیں۔

۳۔ امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری
میں فرمایا اور ایسا ہی حضرت ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ
المصابیح میں تحریر فرمایا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات
شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ (والمتخذین علیھا المساجد و السرج لعنت کردہ
است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسانے راکہ می گیرند بر قبور مسجدہا یعنی
سجدہ کنندگاں بجانب قبر بقصد تعظیم اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۶ مدارج النبوۃ)
ترجمہ ! "حضور ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کے اوپر مسجد
بناتے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قبر کی طرف بقصد تعظیم سجدہ کریں"۔

۴۔ مراد از اتخاذ قبور مساجد سجدہ کردن بجانب قبور است و این ہر دو
تقدیر متصور است یکے آنکہ سجدہ بقبور اند و مقصود و عبادت آں دارند
چونکہ نیست پرستان بمعنی پرستند۔ دوم آنکہ مقصود و منظور عبادت مولیٰ تعالیٰ
دارند ولیکن اعتقاد کنند کہ توجہ مقبور ایشاں در نماز و عبادت موجب قرب
رضائے وے تعالیٰ است و موقع عظیم است نزد حق تعالیٰ ازجت اشتمال وے
عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیاء وے ایں ہر دو طریق نامرضی و نا مشروع اس
اول خود شرک جلی و کفر صریح است و ثانی نیز حرام و ممنوع از اشتمال بہ

شرک جلی و بر ہر تقدیر پر لعن مستوجب است و نماز کردن بجانب قبر نبی مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است و ہیچکس را از علماء در آں خلاف نیست اما اگر، قرب قبر ایشاں مسد بنا کنند تا نماز گزارند توجہ بجانت آں تابرکت مجاورت موضوع کہ مدفن جسد مطہر ایشاں است و نوریست باملاد نورانیت روحانیت ایشاں عبادت کمال و قبول یابد محظورے در ینجا لازم نمی اید و یا کے ندارد۔

ترجمہ ! "قبروں کو مسجد بنانے سے قبروں کی طرف سجدہ کرنا مراد ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خاص قبروں کو سجدہ کیا جائے اور ان کی عبادت مقصود ہو جیسے بت پرست کرتے ہیں دوسرے یہ کہ مقصود تو عبادت الہی ہو لیکن اعتقاد یہ ہو کہ نماز عبادت میں ان قبور کی طرف منہ کرنا قرب و رضائے الہی کا موجب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے کیونکہ یہ اللہ کی عبادت اور انبیاء کی غایت تعظیم پر مشتمل ہے یہ دونوں طریقے ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں۔ پہلا شرک جلی اور کفر خالص ہے اور دوسرا شرک خفی پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر تقدیر پر لعن متوجہ ہے اور انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف تعظیم و تبرک کے ارادہ کے نماز پڑھنا حرام ہے اور علماء میں سے اس میں کسی خلاف نہیں ہے لیکن اگر ان کی قبر کے نزدیک نماز کیلئے کوئی مسجد بنائیں بغیر اس کے کہ نماز میں ان قبروں کی طرف منہ کریں اس لئے کہ وہ جگہ جو ان کے جسد مطہر کا مدفن ہے اس کی برکت سے اور ان کی روحانیت و نصرانیت کی امداد سے ہماری عبادت کامل مقبول ہو اس میں کوئی حرج اور کچھ مضائقہ نہیں۔

ان عبارات سے وہابیوں' دیوبندیوں نے جو مطلب احادیث سے چاہا وہ صحیح نہیں اور انہیں ان احادیث سے استدلال نہیں پہنچتا در مختار میں ولا یخبصص النہی ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لا باس به وهو المختار کما فی کراهة السراجیة

حدیث علی کی تحقیق

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم کی اس روایت کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے مامور فرمایا کہ میں جو تصویر پاؤں محو کردوں اور جو قبر بلند پاؤں اس کو برابر کردوں اس حدیث سے استدلال کرنے سے قبل وہابیوں پر لازم ہے۔ یہ ثابت کرتے کہ وہ قبور مسلمانوں کی تھیں دوم یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے آیا بالکل زمین سے ہموار کردینا کہ نشان بھی باقی نہ رہے تو یہ سنت متواتر سے معارض ہے تیسرے یہ کہ تصاویر کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے جب ان امور کو صاف کرلیتے تب انہیں استدلال کی گنجائش تھی اب میں بالاختصار عرض کروں یہ بات تو ہر مومن کیلئے یقینی ہے کہ زمانہ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبور بنیں وہ حضور کے علم و اجازت سے کہ عادت شریف دفن میں شرکت کی تھی اور اپنے نیاز مندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے تو جس قدر قبور زمانہ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبور بنیں وہ حضور کے علم و اجازت سے کہ عادت شریف دفن میں شرکت کی تھی اور اپنے نیاز مندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے تو جس قدر قبور زمانہ اقدس میں بنیں صحابہ نے بنائیں حضور کی

وجودگی میں بنائیں اور موجودگی نہ بھی ہوتی تو صحابہ کوئی کام بے دریافت
کیسے کب کرتے تھے وہ کونسے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو ناجائز طور پر اونچی
کی گئی تھیں اور ان کے مٹانے کا حکم دیا یہ بات بالکل عقل سے بعید ہے البتہ
کفار کی قبریں بہت اونچی بنائی جاتی تھیں جیسا کہ اب بھی نصاریٰ کی قبریں
ڈھانا جائز بھی ہے مسلمانوں کی قبریں ڈھانا توہین ہے بخاری شریف میں ہے
امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین نبشت (فتح البار ج ۲
صفحہ ۲۶۱) یعنی حضور انور علیہ السلام نے مشرکین کے قبروں کے لئے حکم فرمایا
وہ اکھاڑ دی گئیں کہاں سے کہا جاتا ہے کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو
مسلمانوں کی قبروں کے لئے حکم ہوا تھا یا مشرکین کا حکم مسلمانوں پر چسپاں کیا
جاتا ہے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ میں
فرماتے ہیں فنبش قبور مشرکی الجاهلیة ای د ون غیرها من قبور
انبیاء واتباعهم لمافی ذ لک اهانة لهم بخلاف المشرکین فانهم
لاحرمة

کیا مشرکین جاہلیت کی قبور اکھاڑی جائیں یہ جائز ہے عنوان بات یہ تھا
کہ علامہ فرماتے ہیں یعنی ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی
قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے بخلاف مشرکین کہ ان کی کوئی حرمت
نہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں وفی الحدیث جواز تصرف فی المقبرة المملوکة
بالهبة والبیع و جواز نبش قبور المدارسة انا لم یکن محرمة "یعنی
حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو مقبرہ ہبہ اور بیع سے ملک میں آگیا ہو اس

میں تصرف کیا جائے اور پرانی بوسیدہ قبریں اکھاڑ دی جائیں بشرطیکہ محترم نہ ہوں۔

فائدہ

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبریں محترم ہیں ان کو ڈھانا ان میں تصرف کرنا ناجائز اور ان کی اہانت ہے قبریں اکھاڑنے کا حکم مشرکین کی قبروں کیلئے ہے یہ بالاجمال جوابات ہیں تفصیلی جوابات ہم آگے چل کر عرض کریں گے انشاء اللہ۔

خلاصہ جوابات

مزارات کے بارے میں جتنا روایات وہابیوں' دیو بندیوں میں اپنے مقصد میں پیش کی ہیں ان میں کسی ایک کو بھی قبہ جات بر مزارات کی نفی میں ذرہ بھر بھی تعلق نہیں یہ وہابیوں دیو بندیوں نے سینہ زوری اور اسلامی تحریف کی بنا پر مطلب نکالا ہے مثلاً" حدیث میں ہے قبور کے اوپر اور قبور کو سجدہ گاہ نہ بناؤ .بفضلہ تعالیٰ ہم اہل سنت قبور کے اوپر مسجدیں نہیں بناتے اور نہ ہی قبور کو سجدہ گاہ سمجھتے ہیں بلکہ ہم تو قبور کی طرف نماز کو بھی مکروہ سمجھتے ہیں امام اہل سنت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خان قدس سرہ نے صرف اسی مسئلہ ایک ضخیم کتاب لکھی ہے بنام "الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ" ہاں مزارات اولیاء کے ارد گرد مساجد بناتے ہیں جن سے موجودہ دور کے وہابیوں' دیوبندیوں کو انکار نہیں اگرچہ نجدی کے پجاری اب بھی منکر ہیں۔

ایسے ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہمارے خلاف نہیں کیونکہ

ان قبور کو گرانے کا حکم ہوا وہ قبور مشرکین تھیں جس کے متعلق شروح
احادیث سے ہم نے متعدد حوالہ جات لکھ دیئے ہیں اگرچہ دیو بندیوں وہابیوں
نے ان شروح کو بھی نہ مانا اور اپنی من مانی مار رہے ہیں تو یہ حق طلبی نہیں
بلکہ ہٹ دھرمی ہے جس کا فیصلہ انشاء اللہ عنقریب ہو جائے گا۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

دیو بندیوں وہابیوں کو قبہ جات بر مزارات ڈھانے کا اتنا بڑا شوق ہے کہ
غلط مضامین پیش کرنے سے بھی نہیں چوکتے چنانچہ ان کا اس موضوع پر
آخری وار بھی ملاحظہ ہو۔

سوال

قبہ جات اور قبور و مزارات شجرہ رضوان سے بڑھ کر مقدس نہیں فلہذا
ڈھا دی جائیں تو سنت عمر رضی اللہ عنہ ہے جب کہ آپ نے شجرہ رضوان جن کے پیچھے
بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بیعت رضوان لی تھی کلہاڑی چلائی اور
اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔

جواب

شجرہ رضوان میں وہابیوں کو غلط فہمی ہے اور دوسروں کو بھی غلط فہمی میں
ڈالتے ہیں۔ شجرہ رضوان کی حقیقت حدیث شریف میں ہے عن سعید بن
المسیب عن ابیہ قال لقد رایت الشجرۃ ثم اینتھا بعد عام فلم اعرفھا
وروی ان عمرو بذ لک المقام بعد ان نھبت الشجرۃ فقال این کانت

فجعل بعضہم یقول ھھنا و بعضہم یقول ھھنا فلما اکثر اختلافہم قال سیروا ذھبت للشجرۃ یعنی سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شجرہ رضوان کو دیکھا تھا پھر میں ایک سال بعد آیا اس کو نہ پہچانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس جگہ پر گزرے بعد اس کے شجرہ جاتا رہا تھا تو فرمایا کہاں تھا بعض کہنے لگے کہ یہاں اور بعض کہنے لگے کہ یہاں جب ان میں زیادہ اختلاف ہوا تو فرمایا چلو درخت جاتا رہا اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تجسس فرمانا کیا بتاتا ہے علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں بلغ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی زمان خلافۃ ان ناسا یصلون عندھا فتوعدھم و امربھا فقطعت خوف ظھور البدعۃ انتہی۔

وروی الامام النسفی فی التیسیر انھا عمیت علیہم من قابل فلم یدروا این ذھبت یقول الفقیر یمکن التوفیق بین الروایتین بانھم لما عمیت علیہم ذھبوا یصلون تحت شجرۃ علی ظن انھا ھی الشجرۃ البیعۃ فامر عمر بقطعھا۔ و فی کشف النور لابن النابلسی اما قول بعض المغرورین باننا نخاف علی العوام اعتقدوا الاولیاء من الولیاء توثر فی الوجو ب مع اللہ فیکفرون و یشرکون باللہ تعالی فنھینا ھم عن ذ لک ونھدم قبور الاولیاء ونرفع البنایات المرضوعات علیھا ونزیل الستور عنھا و نجعل اھانۃ الاولیاء ظاھرا حتی تعلم العوام الجاھلون ان ھؤلاء الاولیاء لو کانو موثرین فی الوجو ب مع اللہ تعالی لد فعلو عن انفسھم ھزہ الاھانۃ التی نفعلھا معھم فاعلم ان ھذ ا الصنیع کفر

اج ماخوذ من قول فرعون على ماحكاه الله تعالى لنا فى كتابه
يم و قال فرعون ذرونی اقتل موسى وليدع ربه انى اخاف ان يبدل
كم او ان يظهر فى الارض الفسا د و كيف يجوز هذ ا الصنيع من
ل الامر الموهوم و هو خوف الضلال على العوامة

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں خبر پہنچی کہ لوگ شجرہ
ضوان کے پاس نماز پڑھتے ہیں آپ نے انہیں دھمکایا اور آپ کے حکم
ہ وہ درخت کاٹا گیا بخوف ظہور بدعت۔ امام نسفی رحمتہ اللہ علیہ نے تیسیر
ں روایت کیا کہ اگلے سال وہ درخت گم ہوگیا اور کسی نے نہ جانا کہ کہاں گیا
مہ فرماتے ہیں کہ دونوں روایتوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ جب
اصلی درخت ناپید ہوگیا تو لوگ اس گمان سے اور درخت کے نیچے نماز
ھنے لگے کہ وہی درخت بیعت ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کے
ٹنے کا حکم دیا (یعنی جس کو لوگوں نے غلط طور پر درخت بیعت گمان کیا تھا نہ
ہ اصلی درخت کو) ابن نابلسی کی کشف النور میں ہے بعض مغروروں کا یہ
مہ دینا کہ ہمیں خوف ہے کہ عام لوگ کسی ولی کے معتقد ہو جائیں اور کی قبر
ں تعظیم کریں. اور اس سے برکت و مدد طلب کریں تو وہ اس اعتقاد میں
رفتار ہو جائیں گے کہ وہ اولیاء وجود میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موثر ہیں یعنی
سی چیز کے پیدا کرنے میں اس کے ساتھ شریک ہیں تو کافر و مشرک ہو جائیں
گے ہم ان کو اس سے منع کرتے ہیں اور اولیاء کی قبریں ڈھاتے ہیں اور جو
ارتیں ان پر بنائی گئی ہیں ان کو دور کرتے ہیں اور چادریں ہٹاتے ہیں اور
ولیاء کی ظاہری اہانت کرتے ہیں تاکہ عام جاہل جان لیں کہ اگر یہ اولیاء اللہ

کے ساتھ وجود میں موثر ہوتے تو اپنی ذات سے اس اہانت کو دور کر دیتے
ہم ان کے ساتھ کرتے ہیں تو جاننا چاہئے کہ یہ فعل (یعنی اس مقصد سے
ڈھانا اور ان کی اہانت کرنا) کفر خالص ہے جو فرعون کے اس مقولہ سے ا
ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قدیم میں نقل فرمایا کہ فرعون نے
"مجھے چھوڑو کہ موسیٰ کو قتل کرڈالوں اور انہیں چاہئے کہ وہ اپنے رب
پکاریں میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دیں یا زمین پر فساد ظاہر کریں
اور یہ فعل یعنی قبریں ڈھانا ایک امر موہم یعنی عوام کی گمراہی کے خوف سے
کیونکہ جائز ہو سکتا ہے"۔

فیصلہ حق

صاحب روح البیان رحمت اللہ علیہ نجدی دور سے پہلے گزرے ہیں
انہوں نے فیصلہ ہی فرمایا دیا کہ مزارات کی تعظیم میں یہ وہم کہ لوگ شرک
میں مبتلا ہو جائیں گے اسی لئے جو کاروائی وہابی نجدی کر چکے ہیں اور جو
ہمارے دور کے وہابی نجدی دیوبندی کرنا چاہتے ہیں انہیں ممکن ہے معلوم نہ
ہو فقیر ان کی خیر خواہی کرتے ہوئے روح البیان جیسی معتبر تفسیر سے حوالہ
پیش کر دیا اور وہ بھی از خود نہیں فرما رہے بلکہ حضرت نابلسی قدس سرہ کی
تصنیف "کشف النور" سے اور اس نابلسی قدس سرہ بزرگ کو نجدیوں سے
پہلے دنیا سے رخصت ہوئے عرصہ دراز گزرا آپ کی وفات ۱۱۴۳ھ میں ہوئی
جب کہ ابھی محمد بن عبدالوہاب پیدا ابھی نہیں ہوا اس کی ولادت میں ہوئی
اور وہابیت کی تحریک تو پیدائش کے درجنوں سال بعد کو چلائی اور علامہ

عبدالغنی نابلسی قدس سرہ صاحب کرامات بزرگ اور سوا دو سو ضخیم کتب کے مصنف ہو گزرے ہیں۔

تفصیلی جوابات

فقیر اویسی نے بارہا عرض کیا ہے کہ ہمارے مخالفین عوام کو سرسری باتوں سے پھنسانے کے استاد واقع ہوئے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ مزارات انبیاء و اولیاء اور عوام کی قبور میں زمین و آسمان کا فرق ہے مثلاً"

۱۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات کی حاضری سے زائرین کو بے شمار فوائد و برکات نصیب ہوتے ہیں اسی لئے زائرین کی سہولت ہوگی تو بار بار حاضر ہوں گے اور تا دیر بیٹھ کر استفادہ و استفاضہ کریں گے اسی لئے انبیاء و اولیاء کے مزارات کے اردگرد ہر قسم کی سہولتیں قبہ جات' مساجد' پانی کا انتظام اور رہائش گاہیں' لنگر خانے وغیرہ وغیرہ اگر ان مزارات پر یہ انتظام نہ ہو تو کوئی آئے نہ کوئی جائے وہابی دیو بندی یہی چاہتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہی خراب ہے وہ کہتے ہیں انبیاء و اولیاء مر کر مٹی ہوگئے اب وہاں استفاضہ و استفادہ کیسا۔

۲۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات پر قرآن خوانی' نوافل' ذکر الٰہی کیلئے حاضری بھی بہت بڑی مشکلات کا حل ہے' بارہا کا تجربہ ہے یہی وجہ ہے کہ محبوبان خدا کے مزارات پر شب و روز عوام کا تانتا بندھا رہتا ہے اگر ان مزارات پر قبہ جات اور دیگر سہولتیں نہ ہوں تو سب کو معلوم ہے کہ آج مسجدوں میں ایسے انتظامات نہ ہوں تو ایک نمازی بھی مسجدوں میں نظر نہ

آئے۔

۳۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات واجب التعظیم ہیں جیسا کہ فقیر نے گزشتہ ابواب میں تفصیل سے عرض کیا ہے اور ان کے مزارات پر قبہ جات بنایا ان کی تعظیم میں شامل ہے چنانچہ حضرت علامہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ لکھتے ہیں فبناء القباب علی قبور العلماء و الاولیاء والصلحا و وضع الستور والعمائم و الثیاب علی قبورہم امر جائز اذا کان القصد بذ لک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقر و صاحب ھذا القبر و کذا ایقا د القنادیل والشمع عند قبور الاولیاء و الصلحا من باب التعظیم والاجلال ایضا للاولیاء فالمقصد فیھا مقصد حسن و نذر النذر الزیت والشمع للاولیاء یوقد عند قبورھم تعظیما لھم ومحبۃ فیھم جائز بعد لا ینبغی النھی عنہ (کشف النور والتحتۃ المختار، و درالمختار ج ۱ ص ۱۶۳) ترجمہ! " علماء و اولیاء صلحا کے مزارات کے قبے اور غلاف اور عمامے اور کپڑے مزارات پر جائز ہیں جب اس سے مقصد تعظیم ہو تاکہ عوام ان کی عزت کریں حقارت نہ کریں ایسے ہی مزارات پر دیئے جلانا بھی تعظیم سے ہے پس ایسا مقصد عظیم ہے اولیاء کیلئے تیل اور شمع کی منت بھی جائز ہے کہ مزارات کے نزدیک روشنی کا انتظام کریں گے یہ اولیاء کی محبت و تعظیم میں داخل ہے جائز ہے اسے روکنا نہیں چاہئے"۔ اس کے باوجود وہابیوں دیوبندیوں نے سوالات ڈھونڈ لئے ہیں وہ یہ ہیں۔

سوال

حدیث شریف میں ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

یجصص القبور ان یبنی علیه و ان یقعد علیه "حضور علیہ السلام نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں پر گچ کیا جاوے اور اس سے کہ اس پر عمارت بنائی جاوے اور اس سے کہ اس پر بیٹھا جاوے" نیز عام فقہاء فرماتے ہیں **یکرہ البناء علی القبور** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین کام حرام ہیں قبر کو پختہ بنانا قبر پر عمارت بنانا اور قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا۔ **نوٹ!** یہ وہابیوں دیو بندیوں کا بتایا ہوا مفہوم ہے جو سراسر غلط ہے۔

جواب ۱

قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جاوے اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا **ان یجصص القبور** یہ نہ فرمایا گیا علی القبور دوسرے یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبور پختہ کی جاویں کیونکہ یہ بے فائدہ ہے اس معنی پر قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ' **تکلف**' یا فخر کیلئے پختہ کیا یہ تینوں صورتیں منع ہیں اور اگر نشان باقی رکھنے کیلئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے کیونکہ حضور ﷺ نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنائی جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ لمعات میں اسی **ان یجصص القبور** کے ماتحت ہے **لما فیه من الزینة والتکلف** کیونکہ اس میں محض سجاوٹ اور تکلف ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے۔ **ان یبنی علیه** یعنی قبر پر عمارت بنانا منع فرمایا اس کے بعد بھی چند معانی ہیں۔

۱۔ خود قبر پر عمارت بنائی جاوے اس طرح کہ قبر دیوار میں شامل ہو

• جاوے چنانچہ شامی باب الدفن میں ہے **وتکرہ الزیادۃ علیه کما فی المسلم نهى رسول الله صلى عليه وسلم ان يجصص القبر و ان يبنى عليه** قبر کو پختہ کرنے اور اس پر کچھ بنانے سے منع فرمایا در مختار اس باب میں ہے **وتکرہ الزیادۃ علیه من التراب لانه بمنزلة البناء** قبر پر مٹی سیر زیادہ کرنا منع ہے کیونکہ یہ عمارت بنانے کے درجہ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر بناء کا مطلب یہ ہے کہ قبر دیوار میں آجائے اور گنبد بنانا یہ حول القبر یعنی قبر کے ارد گرد بنانا ہے یہ ممنوع نہیں۔

۲۔ یہ حکم عامۃ المسلمین کی قبروں کیلئے ہے۔

۳۔ اس بنا کی تفسیر خود دوسری حدیث نے کردی ہے جو کہ مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے **الهم لا تجعل قبری و ثنا یعبد اشتد غضب الله على قوم اتخذو قبور انبياء هم مسجد** "اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کو مسجد بنانا اس پر عمارت بنا کر اس کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے یہی اس حدیث سے مراد ہے قبروں پر نہ بناؤ مسجد' قبر کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جاوے' یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جاوے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں **قال البيضاوى لما كانت اليهو د والنصرى يسجد ون لقبور الانبياء تعظيم لسانهم و يجعلو نها قبلة يتوجهون فى الصلواة نحوها**

واتخذ وها اوثانا لعنهم و منع المسلمون عن مثل ذلک بیضاوی نے فرمایا کہ جب کہ یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو انہوں نے بت بنا رکھا تھا لہٰذا اس پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا گیا۔ یہ حدیث متعرض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہو گئی معلوم ہوا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔۔

۴۔ یہ ممانعت حکم شرعی نہیں ہے بلکہ زہد و تقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ رہنے کے مکانات کو پختہ کرنے سے بھی روکا گیا بلکہ گرا دیئے گئے۔

۵۔ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو راحت یا فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے کہ یہ غلط خیال ہے اور اگر زائرین کی آسائش کیلئے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے۔ ہم نے یہ توجیہیں اس لئے کیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارات بنائی ہیں یہ فعل سنت صحابہ ہے، چنانچہ حضرت فاروق نے حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی، سیدنا ابن زبیر نے اس پر خوبصورت عمارت بنائی۔ امام زین العابدین کے اس فعل کے ماتحت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں **الظاهر انه لاجتماع الاحباب للذ کر والقراء ة وحضور الاصحب بالمغفرة اما حمل فعلها على العبث المكروه فغير لائق لصنيع اهل البيت** ظاہر یہ ہے کہ یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کیلئے تھا تاکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن

ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بتانا جو کہ مکروہ ہے یہ اہل بیت کی شان کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کیلئے جائز ہے نیز حضرت عمرؓ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر اور حضرت محمد ابن حنفیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کی قبر پر قبہ بنایا جس کی تفصیل ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

درس عبرت

صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم کو قرآن خوانی اور احادیث فہمی نصیب نہیں تو پھر کسی کو نصیب نہیں جتنا روایات وہابیوں دیوبندیوں نے پیش کی ہیں اگر ان کا یہی مطلب ہوتا جو وہابیوں نے سمجھا ہے تو پھر ان حضرات سے احادیث مبارکہ کے خلاف کیسے ممکن ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ حضرات اپنی جانیں تو سولی پر لٹکا سکتے ہیں لیکن احادیث کے خلاف ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور ان احادیث کا صرف یہ جوابات دینا کہ ضعیف ہیں یہ تحقیق جواب نہیں بلکہ جان چھڑانے والی بات ہے۔

غلط اور سراسر غلط

حدیث شریف میں یبنی علیہ سے قبہ وغیرہ کا معنی لینا حدیث کی تحریف ہے کیونکہ علیٰ کا مدخول ضمیر ہے جو قبر کی طرف راجع ہے جس کا معنی یہ ہے کہ قبر کو مکانیت کے طور استعمال نہ کرو کہ اس کی اہانت ہے اور اہانت و تحقیر کا قرینہ بھی بتاتا ہے کہ یہی معنی ہو جو ہم نے جان لیا ہے ایسے ہی قبر کی

بعیص کا قرینہ بتاتا ہے کہ ایسے ہی قبر پر بیٹھنے سے قبر پر چڑھ کر بیٹھنا مراد ہے نہ کہ وہاں مجاور بننا' مجاور بننا تو جائز ہے کیونکہ مجاور اسی کو تو کہتے ہیں جو کہ قبر کا انتظام رکھے کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے وغیرہ وغیرہ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے حضرت عائشہ صدیقہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظم اور چابی والی تھیں جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے سوائے وہابیوں کے۔

لطیفہ

دیوبندی پہلے ناجائز کہتے تھے لیکن اب نہیں کیونکہ وہ اب خود مزارات پر مجاور بنے بیٹھے ہیں اگر یہ مجاوری سے ہٹا دیئے جائیں تو پھر حرام کہیں گے۔

سوال

مشکوٰۃ باب القبور میں ہے **وعن ابی هیاج ن الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی رسول اللّٰه السلام ان تدع تمثا لا الا طمثته ولا قبرا" مشرفا" الا سویته** ابوہیاج اسدی سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھ کو حضور علیہ السلام نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تم کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر مٹا دو اور نہ کوئی اونچی قبر مگر اس کو برابر کردو۔

الجواب

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں وہابیوں دیوبندیوں نے

سوچے بغیر اعتراض کردیا کیونکہ آپ کا یہ حکم غلبہ اسلام یعنی مدنی زندگی یعنی فتح مکرمہ کے بعد ہوا اور ظاہر ہے کہ اس سے قبل جتنا مسلمان فوت ہوئے ان کی قبریں آپ کی نگرانی میں تیار ہوئیں جیسے حضرت عثمان بن مظعون کی روایت گزری ہے کہ وہ قبر بھی بہت اونچی تھی تو آپ نے جتنا قبریں تیار کرائیں وہ غلط نہ تھیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کے ڈھانے کا حکم فرمایا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی۔ اس کی چند وجہ ہیں۔ اولا" تو یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابوالہیاج کو اس کام کیلئے بھیجتا ہوں جس کیلئے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا تھا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں جن قبروں کو حضرت علی نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر صحابی کے دفن میں حضور علیہ السلام شرکت فرماتے تھے نیز صحابہ کرام کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے بغیر مشورہ کے نہ کرتے تھے لہذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں بخاری شریف میں مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے **امر النبی علیہ السلام بقبور المشرکین فنبشت** حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھیڑ دی گئیں۔

حوالہ جات ملاحظہ

ا۔ فتح الباری جلد دوم صفحہ ۲۶۰ میں ہے **هل تنبش قبور مشرکی الجاهلية ای د ون غیرها من قبور الانبیاء و اتباعهم لما فی ذ لک**

ہانۃ لھم کیا جاہلیت کے مشرکین کی قبریں اکھیڑ دی جائیں (باب میں) فرماتے ہیں ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں اہانت ہے دوسری جگہ فرماتے ہیں **و فی الحدیث جواز تصرف فی المقبرۃ المملوکۃ و جواز نبش قبور الدارسۃ اذا لم یکن محرمۃ** اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے او ر پرانی قبریں اکھاڑ دی جاویں بشرطیکہ محترمہ نہ ہوں۔

فائدہ

اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی ؓ کی تفسیر کردی کہ مشرک کی قبریں گرائی جاویں دوسرے اس لئے کہ اس میں قبر کیساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کہ کفار کی قبریں ہی مراد ہیں کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے تیسرے اس لئے کہ فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کردو اور مسلمان کی قبر کیلئے تو حکم ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے تسلیم کرنا ہوگا قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھڑوائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباس ؓ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو نہیں اکھیڑ سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے اولاً" اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ قرآن پاک چھوٹا سائز چھاپنا منع ہے (شامی کتاب الکراہیت) مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن

سوچے بغیر اعتراض کردیا کیونکہ آپ کا یہ حکم غلبہ اسلام یعنی مدنی زندگی یعنی فتح مکرمہ کے بعد ہوا اور ظاہر ہے کہ اس سے قبل جتنا مسلمان فوت ہوئے ان کی قبریں آپ کی نگرانی میں تیار ہوئیں جیسے حضرت عثمان بن مظعون کی روایت گزری ہے کہ وہ قبر بھی بہت اونچی تھی تو آپ نے جتنا قبریں تیار کرائیں وہ غلط نہ تھیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کے ڈھانے کا حکم فرمایا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی۔ اس کی چند وجہ ہیں۔ اولاً تو یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابو الہیاج کو اس کام کیلئے بھیجتا ہوں جس کیلئے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا تھا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں جن قبروں کو حضرت علی نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر صحابی کے دفن میں حضور علیہ السلام شرکت فرماتے تھے نیز صحابہ کرام کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے بغیر مشورہ کے نہ کرتے تھے لہٰذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں بخاری شریف میں مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے **امر النبی علیہ السلام بقبور المشرکین فنبشت** حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھیڑ دی گئیں۔

حوالہ جات ملاحظہ

ا۔ فتح الباری جلد دوم صفحہ ۲۶۰ میں ہے **ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیة ای دون غیرھا من قبور الانبیاء و اتباعھم لما فی ذلک**

اھانة لھم. کیا جاہلیت کے مشرکین کی قبریں اکھیڑ دی جائیں (باب میں) فرماتے ہیں ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں اہانت ہے دوسری جگہ فرماتے ہیں **و فی الحدیث جواز تصرف فی المقبرة المملوکة و جواز نبش قبور الدارسة اذا لم یکن محرمة** اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھاڑ دی جاویں بشرطیکہ محترمہ نہ ہوں۔

فائدہ

اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کردی کہ مشرک کی قبریں گرائی جاویں دوسرے اس لئے کہ اس میں قبر کیساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کہ کفار کی قبریں ہی مراد ہیں کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے تیسرے اس لئے کہ فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کردو اور مسلمان کی قبر کیلئے تو حکم ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے تسلیم کرنا ہوگا قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھڑوائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو نہیں اکھیڑ سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے اولا" اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ قرآن پاک چھوٹا سائز چھاپنا منع ہے (شامی کتاب الکراہیت) مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن

کی بے ادبی ہے احادیث میں وارد ہے کہ مسلمان کی قبر پر بیٹھنا یا پاخانہ کرنا وہاں جوتہ سے چلنا ویسے بھی اس پر چلنا پھرنا منع ہے مگر افسوس ہے کہ نجدیوں نے صحابہ کرام کے مزارات گرائے اور معلوم ہوا ہے کہ اب جدہ میں انگریز عیسائیوں کی اونچی اونچی قبریں برابر بن رہی ہیں صدق رسول اللہ ﷺ **یقتلون اهل الاسلام و یترکون اهل الاصنام** ہر ایک کو اپنی جنس سے محبت ہوتی ہے۔

سوال

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا کہ میت پر اعمال کا سایہ کافی ہے۔

جواب

ہاں اگر میت پر سایہ کرنے کیلئے قبہ بنایا تو منع ہے زائرین کے آرام کیلئے بنایا تو جائز ہے عینی شرح بخاری اسی حدیث ابن عمر کے ماتحت فرماتے ہیں **وهی اشارة الی ان ضرب الفسطاط بغرض صحیح کالتستر من الشمس مثلاً للاحیاء لا لاظلال المیت جاز** ادھر اشارہ ہے کہ قبر پر صحیح غرض کیلئے خیمہ لگانا جیسے کہ زندوں کو دھوپ سے بچانے کیلئے نہ کہ میت کو سایہ کرنے کیلئے ہے تو جائز ہے اسی لئے ہمارے نزدیک عوام کی قبور پر گنبد بنانا ناجائز ہے کیونکہ عوام سے استفاضہ واستفادہ کیسا ہاں اگر کوئی اس کیلئے ایصال وثواب کرنے کی نیت سے چند روزہ جھونپڑہ ڈالا یا سائبان لٹکا دے تو جائز ہے اگر مسلسل کسی۔ کے ایصال و ثواب کیلئے عوام کا رجحان ہے تو بھی صرف اس نیت پر کہ اس میں عوام کو قرآن خوانی کی سہولت ہو تو جائز ہے ہاں نام

نمود و ریاء کے طور پر بلاوجہ کسی قبر پر گنبد یا مکان بنادیا جائے تو ہمارے نزدیک ناجائز ہے وہابیوں دیوبندیوں کو ہماری یہ باتیں کب قبول ہیں وہ چاہتے ہیں دیر نہ ہو نجدی کی سنت ادا ہو اور گنبد اور قبے گرا دیئے جائیں اور بس۔

سوال

اگر اولیاء اللہ یا صحابہ کرام میں کچھ طاقت تھی تو نجدی وہابیوں سے اپنی قبروں کو کیوں نہ بچایا؟ معلوم ہوا کہ یہ محض مردے ہیں پھر ان کی تعظیم و توقیر کیسی؟

جواب

حضور علیہ السلام سے پہلے کعبہ معظمہ میں تین سو سات بت تھے اور احادیث میں ہے کہ قریب قیامت ایک شخص کعبہ شریف کو گرادے گا لاہور میں مسجد شہید گنج سکھوں کا گوردوارہ بنگئی بہت سی مساجد ہیں جو کہ برباد کر دی گئیں دور حاضرہ میں نجدی نے بہت سی مساجد گرا کر سڑکیں بنادیں تو اگر کوئی کافر کہے کہ اگر خدا میں طاقت تھی تو اس نے اپنا گھر کیوں نہ بچالیا؟ اولیاء اللہ یا مقابر کی تعظیم ان کی محبوبیت کی وجہ سے کی جاتی ہے جیسے کہ مساجد اور کعبہ معظمہ کی تعظیم بھی اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نسبت ہے۔

خلاصتہ الجوابات

قبور پر بناء حرام ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں لیکن بناء علی القبر کا معنی قبے اور گنبد سمجھنا جہالت ہے کیونکہ علی کا تعلق قبر سے ہے نہ کہ ماحول (ارد گرد قبر) سے اور حضور نبی پاک کا مقصد بھی یہی ہے کہ قبر کے اوپر دیوار کھینچ کر تعمیر کرنا حرام ہے جیسے حدیث کے تمام جملوں کا یہی معنی ہے مثلاً "قبر پر بیٹھنا تو قبر کے اوپر بیٹھنا حرام ہے نہ اس کے ارد گرد کسی جگہ بیٹھنا اگر یہی معنی ہے تو پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا "قبور کی زیارت کرو" اس کا کیا معنی ہو گا؟

لطفیہ

کسی دور میں وہابیوں دیوبندیوں نے اس کا معنی مجاور بننا کیا تھا لیکن جب سے محکمہ اوقاف کی مہربانیوں سے دیو بندی وہابی خود مجاور بنے ہیں اس وقت سے خاموش ہیں اب تو مزارات کے چڑھاوے غلاف کے پارچات، حلوے، چُوریاں، چاول، سب حلال طیب ہیں تجربہ کر کے دیکھ لیں آج انہیں اوقاف کا محکمہ مزارات سے ہٹا لے پھر وہی فتویٰ اور وہی چکر عود کر آئے گا۔

غور کرو مسلمانو!

بناء علی القبر سے قبے اور گنبد وغیرہ ہرگز مراد نہیں بلکہ اس پر دیوار کھینچنا یا اسے مکان کی تعمیر میں شامل کر دینا (جیسے آج کل پرانے گورستانوں کا حشر ہو رہا ہے) مراد ہے کیونکہ یہ قبور کی توہین ہے اور حضور علیہ السلام سنی مسلمانوں کی قبروں کی توہین گوارہ نہیں فرماتے اسی لئے اس پر

بیٹھنا وغیرہ ہدایات بتائیں جن میں، مسلمانوں کی قبور کی تعظیم و تکریم کا سبق ملتا ہے اس بناء علی القبر میں قبور کو اہانت سے بچانا ہے اس کا قرینہ لا یجصیص بھی ہے اس لئے کہ تجصیص (چونہ گچ کرنا) بھی قبر کا منع ہے نہ کہ قبر کے ارد گرد اور تجصیص سے اس لئے روکا گیا کہ اس میں اسراف ہے جو عوام قبور کیلئے کوئی فائدہ نہیں اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم و تکریم کا وہی حکم ہوگا جو مساجد کیلئے منقش کرنے کا ہے کیونکہ مساجد عبادتگاہیں ہیں تو انبیاء و اولیاء حق کی جلوہ گاہ ہیں لیکن سنی مسلمان کیلئے (**ولکن الوہابیتہ قوم لا یعقلون**)

آخری حوالہ

باصول وہابیہ دیوبندیہ گنبد خضرا (روضہ رسول اکرم ﷺ) ناجائز بنایا گیا ہے لیکن فقہاء کرام تو فرماتے ہیں گنبد خضرا کو دیکھنا اور بار بار دیکھنا مستحب ہے (مناسک علی قاری اور اس کی شرح ارشاد الساری وغیرہ وغیرہ)

قبہ مزار ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ایوب انصاری میزبان رسول ﷺ غزوہ قسطنطنیہ کے دوران وصال ہوگیا نماز جنازہ سے فراغت کے بعد آپ کے جنازہ کو اٹھا کر دشمن پر یکبارگی حملہ کردیا گیا اور قسطنطنیہ کی فصیل تک پہنچ کر فصیل کے بالکل نیچے آپ کو دفن کردیا گیا (عمدۃ القاری جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۹، ارشاد الساری جلد ۵ ص ۱۰۴، البدایتہ والنہایتہ جلد ۸ صف ۵۸، ۵۹، ابن الاثیر جلد ۳ ص ۲۲۸، حاضر العالم الاسلامی ص ۲۱۵، ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۶۲)

قیصر نے جب شہر کی فصیل سے دیکھا کہ مسلمان کوئی چیز دفن کر رہے ہیں تو اس نے قاصد کی معرفت اس بارہ میں معلوم کیا یزید نے جواب دیا کہ یہ ہمارے رسول ﷺ کے صحابی کا جنازہ ہے انہوں نے تمہارے ملک کے اندر لے جا کر دفن کرنے کی خواہش کی تھی اب ہم ان کی اس خواہش کی تکمیل کر رہے ہیں اگرچہ ہمیں اپنی جانیں ہی کیوں نہ دینی پڑیں (العقد الفرید ج ۳ ص ۳۳) یہ سن کر قیصر نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد ہم اس لاش کو نکال کر کتوں کے آگے ڈال دیں گے قیصر کی یہ بات سن کر یزید کو سخت غصہ آیا اور اس نے اسی غصے میں رومیوں کو مخاطب کر کے کہا **یا اھل القسطنطنية هنا رجل من اكابر اصحاب محمد نبينا و قد د فنا حيث ترون والله لئن تعرضتم له لاهد من كل كليسية فى ارض الاسلام ولا يضرب ناقوس بارض العرب ابدا** (تاریخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ٦٦' الاستیعاب ج ۲ ص ٦٣٨' العقد الفرید ج ۳ ص ۱۳۳)

"اے قسطنطیہ کے باشندو! یہ صاحب نبی اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ ہم نے انہیں جہاں دفن کیا ہے اللہ کی قسم! اگر تم نے ان کو کسی قسم کا ضرر پہنچایا تو ارض اسلام کے ہر کلیسہ کو منہدم کر دوں گا اور عرب کی سرزمین میں کبھی ناقوس نہیں بجے گا"۔

قیصر نے جب یزید بن معاویہ کے منہ سے یہ تہدید آمیز کلمات سنے' تو مبہوت ہو گیا اور اس کو جرات نہ پڑی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اس صحابی کی نعش مبارک کی توہین کر سکے بلکہ اس نے ان کی قبر پر ایک قبہ بنوا دیا (العقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۱۳۳) اور رومی ان کی قبر مبارک پر جا کر عہد

رتے' اور قحط کے زمانے میں ان کی قبر کے وسیلے سے دعائیں مانگتے (عمدة
ناری جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۹) طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۵۰' البدایۃ والنھایتہ
لد ۸ صفحہ ۵۹' ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۸' حاضر العالم الاسلامی صفحہ ۲۱۵)

تبصرہ اویسی

یہ حوالہ فقیر نے قبہ جات کے دشمنوں اور یزید کے عاشقوں کیلئے عمداً"
ھا ہے وہ یزید کو قطعی جنتی اور امیر المومنین اور امام برحق مانتے ہیں تو
یں لازم ہے کہ اپنے امام کی تقلید میں مزارات پر قبہ جات کا کارنامہ
انجام دیں تاکہ ان کے امام کی روح خوش ہو ورنہ شیخ عطار رحمتہ اللہ کا
ان مانیں "قوت نیکی نداری بد مکن" ترجمہ! "نیکی کی قوت نہیں تو برائی تو
کر" بنابریں کم از کم قبہ جات سے دشمنی چھوڑ دیں۔

فائدہ

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یزید ایک صحابی رسول ﷺ
قبر کے تحفظ میں عیسائی بادشاہ کو چیلنج کر رہا ہے لیکن افسوس نجدی یزید
ق کے دعوی کے باوجود رسول اکرم ﷺ کے صحابہ اہل بیت کے مزارات
جو دشمنی کا مظاہرہ کر رہا ہے بالخصوص دور حاضرہ ۱۴۱۹ھ میں اس نے
ول اللہ ﷺ کی والدہ کریمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر (مزار) بے
ی سے کھود ڈالی اور غلط طریقہ سے اس کی بے حرمتی کی تفصیل کیلئے
ئے "الدرۃ الکامنہ فی تحقیق قبر آمنہ"۔

یزید کے دھمکانے سے قیصر گھبرا گیا جس پر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا

تحفظ ہوگیا افسوس کہ آج کل کی اسلامی حکومتیں اتنا بے حس ہیں کہ کوئی ا
بھی حکومت کا سربراہ ایسا نہیں جو نجدی کی آنکھ سے آنکھ ملا کر کہہ سنا
قبر آمنہ اسی طرح تمام صحابہ و اہل بیت کے مزارات کے بے حرمتی سے
آجا ورنہ تیری تباہی و ہلاکت ہے لیکن افسوس کہ تمام اسلامی حکومتوں
سربراہ ایسے خاموش ہیں گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہے۔

☆ مزارات پر حاضری پھر وہاں پر اہل مزار کو وسیلہ بنا کر مشکلات کیلئے
دعائیں مانگنا اہل اسلام کا قدیمی طریقہ ہے سوائے نجدیوں وہابیوں کے اس
کوئی بھی منکر نہیں تھا اور نہ ہے۔

واللہ تعالی و رسولہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الاعلی اعلم بالغیب

الفقیر القادری ابو صالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

۴ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ بہاول پور پاکستان

عطاری پبلشرز کی نئی مطبوعات

نام کتاب: حلال و حرام جانور

مصنف: فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

صفحات: 48

قیمت: 25

ناشر: عطاری پبلشرز، مدینۃ المرشد، کراچی

فون موبائل: 0320-4333547

نام کتاب: ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھنا

مصنف: فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

صفحات: 32

قیمت: 22

ناشر: عطاری پبلشرز، مدینۃ المرشد، کراچی

فون موبائل: 0320-4333547

الحمد للہ ! اس پُرفتن دور میں بھی ایسے

ولیءِ کامل موجود ہیں جو عوام النّاس کے

ایمان کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہی

ولیءِ کامل نے فرمایا کہ روزانہ اس طرح

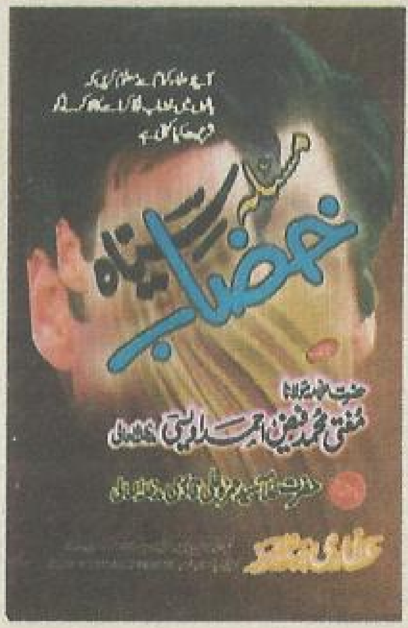
توبہ کرلیا کرو۔

یا اللہ عزوجل! اگر مُجھ سے کوئی کلمئہ کفر سرزد ہوگیا ہو تو اس سے توبہ کرتا ہوں۔

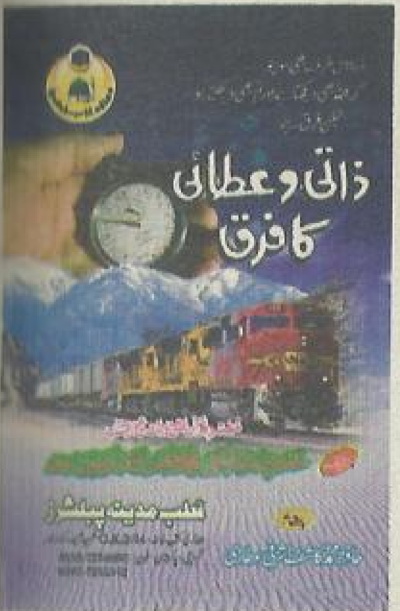
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد" رَسُوْلُ اللّٰہ

❄❄❄❄❄❄

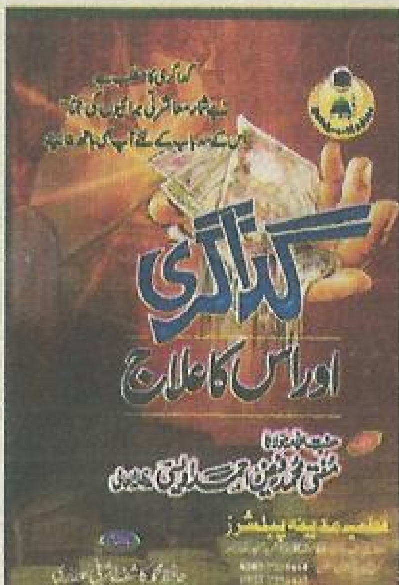
عطاری پبلشرز



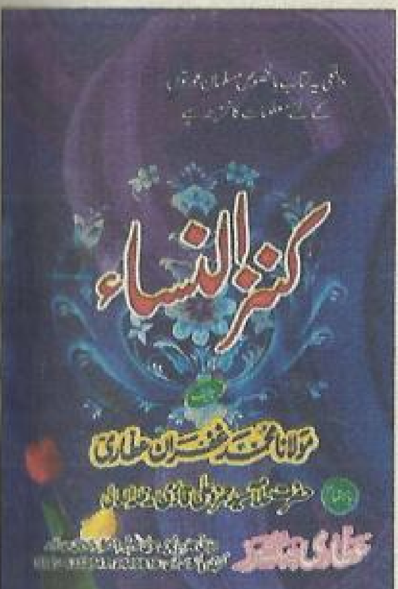
خضاب



ذاتی وعطائی
کا فرق
مکتبہ مدینہ پبلشرز



گداگری
اور اس کا علاج



کنز النساء